امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ قربانی اور اس سے متعلق احتیاطی تدابیر
■ یادوں کے چراغ (ڈاکٹر مقبول احمد)
■ کتابوں پر تبصرہ
■ حضرت ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ عنہ
■ ماحولیات کا تحفظ اور اسلامی تعلیمات
■ گوشت خوری
■ اخبار جہاں، ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 33 مورخہ ۸/ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰/اگست ۲۰۱۸ء روز سوموار

عظمت وسربلندی کا راز

تبرکات ---------------------- امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی رحمہ اللہ

قربانی سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے، جس کا واقعہ مختصر لیکن بہت ہی سبق آموز اور عبرت ونصیحت دینے والا ہے، انبیاء کرام علیہم السلام کے سلسلہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ شخصیت ہے، جن پر پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ نے توحید خالص کے مکمل مفہوم کو اتارا، انسانی ذہن کی ترقی کے ساتھ ساتھ مذہبی معاملات ومسائل بھی اونچے اور بلند ہوکر نازل ہوتے رہے، جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ آیا تو انسانی ذہن اتنی ترقی کر چکا تھا کہ توحید کے نازک اور اہم مسائل پوری شرح وبسط کے ساتھ نازل کر دیئے جاتے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی صف میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی وہ شخصیت ہے جنہوں نے اللہ کے بندوں کے سامنے اللہ کی توحید کا وعظ کہا، اور پوری تفصیل وتشریح کے ساتھ کہا، اور توحید کا مکمل سبق دیا۔ دنیا ستاروں کی پوجا کرتی تھی، آفتاب اور ماہتاب کی پرستش ہوتی تھی، بت بنائے جاتے تھے، اوران کے سامنے اللہ کے بندوں کے سر جھکتے تھے۔ ایک رات کو جب ستارے چمکے، لوگوں نے اس کے سامنے سر جھکایا، سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان لوگوں کو سبق دینے کی خاطر فرمایا، یہ خدا ہیں! لیکن وہ ستارے جب لوگوں کی نظروں کے سامنے ڈوب گئے، تو آپ نے فرمایا، میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ آفتاب نکلا اور پوری شان اور تابانی کے ساتھ نکلا، لوگوں کا ذہن اس طرف جا سکتا تھا کہ یہ بڑا ہے، یہی خدا ہوگا، سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے انتظار فرمایا، جب شام ہوئی اور آفتاب ڈوبنے لگا تو آپ نے فرمایا: انی لآأحب الآفلین ہم ایسا خدا ماننے کے لئے تیار نہیں جو صبح کو نکلے، اور شام کو ڈوب جائے، جو فانی اور زوال پذیر ہو، جو صرف صبح سے شام تک ٹھہرنے والا ہو، وہ خدا نہیں ہوسکتا۔ یہ سلسلۂ کائنات بہت دنوں سے ہے، اور نہ جانے کتنے دنوں تک رہے گا۔ خدا تو ایسا ہونا چاہئے جو پہلے بھی تھا، آج بھی ہے، اور آئندہ بھی رہے۔ آپ نے فرمایا، جو چیز صبح نکل کر شام کو ڈوب جائے، وہ خدا بننے کے لائق نہیں۔ تشریح وتفصیل کے ساتھ توحید کا یہ پہلا سبق تھا، جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دنیا کو دیا۔

ہم لوگ سمجھتے ہیں کہ توحید کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا کو ایک مان لیا، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا۔ لیکن ایسی بات نہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اسوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید کا آخر مقام اور سب سے اونچی منزل یہ ہے کہ انسان خدا کے واسطے اپنی محبوب ترین چیز کو قربان کرنے کے لئے تیار رہے۔ یاد رکھئے کہ قربانی توحید کے اقرار کی ایک یادگار ہے۔ ہم نے خدا کو ایک کہا تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اسے ایک مانیں، اور زندگی کے تمام شعبوں میں خدا کے سوا دوسرے کی فرمانروائی کو تسلیم کریں؟ ہم توحید کے قائل ہوئے تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ کو اللہ مانیں اور زندگی کے تمام معاملات میں خدا کے سوا دوسروں کا حکم مانتے رہیں، یہ توحید نہیں ہے، توحید کے معنی یہ ہیں کہ خدا کو ایک جانو، اس کو اپنا خالق اور معبود سمجھو، اور اس کی مکمل اطاعت کرو۔ ہماری زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہ ہو جو خدا کی اطاعت سے خالی ہو، تب توحید مکمل ہوگی۔ تم اپنی عزیز ترین متاع اور انتہائی قیمتی سرمایہ کو اللہ کے حکم پر مٹانے اور لُٹانے کے لئے تیار رہو، تب توحید توحید ہوگی۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں، بعض دفعہ انبیاء علیہم السلام کو وحی خواب کے ذریعہ آیا کرتی تھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یقین کیا کہ اس طرح اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کی وحی خواب کے ذریعہ مل رہی ہے۔ انہوں نے خواب کا تذکرہ اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام سے کیا، نبی کے بیٹے تھے، اور نبی ہونے والے تھے۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے پوری شادمانی سے کہا ”اے میرے باپ آپ وہ کیجئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ باپ نے بیٹے کو پچھاڑا، محبت پدری کو روکنے کی خاطر اپنی اور بیٹے کی آنکھوں پر پٹی باندھ لی کہ ایسا نہ ہو کہ آنکھیں چار ہوں، باپ کی محبت جوش میں آئے اور چھری کام نہ کر سکے، اپنے جانتے جب اپنے بیٹے اور بڑھاپے کے سہارے کو ذبح کر کے ہٹے تو دیکھتے ہیں کہ بیٹا صحیح وسالم ایک طرف کھڑا ہے اور ایک دنبہ ذبح شدہ درمیان میں پڑا ہوا ہے۔ یہ قربانی اسی قربانی کی یادگار ہے، بیٹے کی قربانی، خواہشات کی قربانی اپنے مال ومتاع کی قربانی، توحید کا آخری درس ہے، جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اسوہ کے ذریعہ دنیا کو دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سنت ابراہیمی کو یادگار کے طور پر قیامت تک کے لئے باقی رکھا، اور ہمیں حکم دیا کہ اس پاکیزہ اور بلند اسوہ کی یاد ہمیشہ منایا کریں۔ قرآن نے بتایا ہے کہ ہم اور آپ جو مسلمان کہلاتے ہیں یہ لقب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا دیا ہوا ہے، اسلام کے معنی ہیں ”گردن نہادن بطاعت“ اسلام اصول اور ڈسپلن کا مذہب ہے، اس کے نزدیک سب سے اہم چیز اطاعت وفرماں برداری ہے۔ اسلام نے اس مفہوم کو مختلف طریقوں سے اپنی عبادت میں، مختلف تقریبات میں بتایا ہے اور واضح کیا ہے، مطیع نام ہے مسلمان کا۔ اطاعت کا مادہ اگر ہم میں نہ ہو تو ہمارا اسلام قابل قبول نہ ہوگا۔ مسلمان ہم جبھی ہوں گے کہ اپنی تمام خواہشات کی، مال ومتاع کی قربانی دیں، جس طرح سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے قربانی دی تھی۔

آج ہماری جیسی حالت ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ وجہ صرف یہ ہے کہ ہم میں ڈسپلن نہیں ہے، نظم اور اطاعت نہیں ہے۔ اللہ نے کہا ہے۔ ان الحکم الا لله امر ان لا تعبدوا الا اياه حکم دینے کا سزاوار صرف ایک ہی ہے، جس کا نام اللہ ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کی جائے۔ نبی کی اطاعت بھی اسی لئے ہے کہ وہ اللہ کا نمائندہ اور پیغمبر ہے۔ اس کے بعد آپ خلفاء اور جانشیں ہیں، ان کی اطاعت بھی ہمارے لئے ضروری ہے، اس لئے کہ وہ اللہ کا پیغام ہم تک پہونچاتے ہیں۔ مطاع صرف ایک ہی ہے، بقیہ اطاعتیں اس کے تحت اور نیچے ہیں، جب تک ہم اپنے اندر اطاعت کا مادہ نہ پیدا کریں، اور اطاعت کی خاطر ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار نہ ہوں، اس وقت تک ہم اسلام کا صحیح نمونہ نہ بن سکیں گے۔ آج جو ہم انتشار کے شکار ہیں اور یہاں وہاں کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں، صرف اس لئے کہ ہم میں اطاعت مفقود ہو چکی ہے۔ آپ مضبوط دیوار بن سکتے ہیں، اگر آپ میں نظم اور ڈسپلن ہو۔ آج ہمارا مسئلہ الجھا ہوا ہے، کوئی بات ہماری سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔ دنیا کہاں سے کہاں جا چکی، لیکن ہم یہ نہیں فیصلہ کر سکے کہ ہمیں کس کے ساتھ جانا ہے اور کس کی بات ماننی ہے؟

میرے بھائیو! یہ طریقہ پنپنے کا نہیں ہے، ہمارا حال یہ ہے کہ کچھ دیر کسی رہبر کے ساتھ چلتے ہیں اور پھر لوٹ آتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منزل بھی متعین نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ معاملہ نہایت نازک ہے۔

میرے بھائیوں! اگر سوچو تو تمہیں اپنی منزل متعین نہیں کرنی ہے، تمہاری منزل طے شدہ ہے، تمہاری منزل اللہ کی اطاعت ہے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے، دین ودُنیا کی عظمتیں اسی اطاعت میں پوشیدہ ہیں، تمہاری کامیابی کا راز اسی سے وابستہ ہے۔

میرے بھائیو! اللہ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن کر دی ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع جل رہی ہے، تم اس کے پروانے ہو شمع پر گرو، اور جل کر ختم ہو جاؤ، یہی تمہاری منزل ہے۔ اللہ کی اطاعت، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت تمہارا مقصود ہے، اور اسی میں تمہاری کامیابی ہے۔

میرے بھائیو! بات کو سمجھو، تنظیم کے ذریعہ، نظم اور اطاعت کے ذریعہ اپنی طاقت بڑھاؤ، ورنہ دنیا کی مضبوط ٹھوکریں تمہیں پامال کر دیں گی۔

”آج ہمارا مسئلہ الجھا ہوا ہے، کوئی بات ہماری سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔ دنیا کہاں سے کہاں جا چکی، لیکن ہم یہ نہیں فیصلہ کر سکے کہ ہمیں کس کے ساتھ جانا ہے اور کس کی بات ماننی ہے؟

میرے بھائیو! یہ طریقہ پنپنے کا نہیں ہے، ہمارا حال یہ ہے کہ کچھ دیر کسی رہبر کے ساتھ چلتے ہیں اور پھر لوٹ آتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منزل بھی متعین نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ معاملہ نہایت نازک ہے۔

میرے بھائیوں! اگر سوچو تو تمہیں اپنی منزل متعین نہیں کرنی ہے، تمہاری منزل طے شدہ ہے، تمہاری منزل اللہ کی اطاعت ہے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے، دین ودُنیا کی عظمتیں اسی اطاعت میں پوشیدہ ہیں، تمہاری کامیابی کا راز اسی سے وابستہ ہے۔“

انمول موتی

”فاصلے کبھی رشتے الگ نہیں کرتے اور نزدیکیاں کبھی رشتے نہیں بناتیں، اگر احساس سچے اور پرخلوص ہوں تو رشتے ہمیشہ زندہ رہتے ہیں، رشتے کی کتاب پر پہلا لفظ ”ایمانداری“ نہ لکھا ہو تو اس کے آخری صفحے پر آخری لفظ ”جدائی“ لکھا ملتا ہے۔ دوسروں پر کیچڑ مت اُچھالو، اس سے اس کے کپڑے خراب ہوں یا نہ ہوں، تمہارے ہاتھ ضرور خراب ہو جائیں گے۔“

(حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

”پولیس کے اعلیٰ افسران نے لوگوں سے اپیل کی ہے کہ سوشل میڈیا، فیس بک، وہاٹس اپ اور ٹویٹر پر کسی بھی طرح کی افواہ نہ پھیلائی جائے، اگر ایسا کرتے ہوئے کوئی پایا جاتا ہے تو اس کے خلاف آئی ٹی ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کیا جائے گا۔ ساتھ ہی انہوں نے عوام سے اپیل کی ہے کہ اگر ان کے پاس کوئی بھی ماحول خراب کرنے والا میسیج اور ویڈیو آتا ہے تو مقامی پولیس کو اس کی اطلاع دیں۔“

(ہمارا سماج ۱۵/اگست ۲۰۱۸ء)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

قربانی کا پیغام:

﴿اللہ کو قربانی کے جانوروں کا گوشت اور خون نہیں پہونچتا؛ لیکن تمہارا تقویٰ اور نیت پہونچتی ہے﴾ (سورۂ حج: ۳۷)

مطلب: اسلام کی نگاہ میں وہی قربانی مقبول، محبوب و پسندیدہ ہے، جو اخلاص وللّٰہیت کے جذبے کے ساتھ کی جائے، چاہے وہ مال کی قربانی ہو، یا خواہشات نفس کی، ہر جگہ رب ذوالجلال ہمارے جذبے عبادت اور غلبہ شوق کو دیکھنا چاہتے ہیں کہ جذبہ اطاعت اور کس قدر اخلاص ہمارے دلوں میں پایا جاتا ہے، جب اللہ نے ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا تو انہوں نے ہر مرحلہ میں اللہ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کردیا، ایک بڑا نازک موقعہ آیا، جب اللہ نے حضرت ابراہیم سے اپنے سعادت مند لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کے راستہ میں قربانی کرنے کا حکم دیا تو حضرت ابراہیم نے یہ بھی سچ کر دکھایا، مگر چونکہ اللہ کو نہ اسماعیل کی قربانی مطلوب تھی اور نہ ہی ان کی جان لینا مطمح نظر؛ بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل دیکھنا یا یہ کہئے کہ محبت کا آخری مرحلہ طے کرانا تھا؛ اس لیے ان کی جگہ جنت کے ایک مینڈھے کو ذبح کرایا، جس کی تعبیر قرآن مجید نے ﴿وفدیناہ بذبح عظیم﴾ (یعنی ہم نے اس کو ایک بڑی قربانی دے کر چھڑایا) سے تعبیر کیا، ہماری قربانی دراصل اسی سنت ابراہیمی کی تجدید واحیا ہے، اللہ نے اپنے اس اولوالعزم پیغمبر کی اس ادا کو قیامت تک مسلمانوں کے لیے شعار قرار دے کر جانوروں کی قربانی ہر صاحب حیثیت پر واجب فرمادی اور اسی نسبت سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قربانی تمہارے باپ حضرت ابراہیم کی سنت ہے اور تلقین کی کہ جو شخص وسعت والا ہو، وہ ضرور قربانی کرے؛ اس لیے کہ قربانی کے دن انسانی اعمال میں کوئی عمل اللہ کو اتنا محبوب نہیں جتنا خون بہانے کا عمل ہے۔ اگر کوئی صاحب حیثیت قربانی نہ کرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فلا یقربن مصلانا (وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے)، بہت سے لوگ وسعت کے باوجود قربانی نہیں کرتے اور حیلے بہانے کرتے ہیں، ان کے لیے اس حدیث میں سخت وعید ہے، قربانی ہر ایک مالک نصاب پر الگ الگ واجب ہے، اگر گھر میں متعدد افراد صاحب نصاب ہوں تو ہر ایک کی جانب سے قربانی کرنا واجب ہوگا۔ پورے گھر کی جانب سے ایک قربانی کافی نہ ہوگی۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ قربانی واجب ہونے کے لیے اس مال پر سال گذرنا شرط نہیں ہے، اگر ایک شخص اول وقت میں فقیر رہا اور آخر وقت میں مالدار ہوجاتا ہے تو اس پر قربانی واجب ہے، ردالمحتار میں لکھا ہے کہ اگر کسی پر قربانی واجب نہیں تھی، اس کے باوجود اس نے قربانی کرائی تو اس میں ان شاء اللہ اجر وثواب ملے گا، اگر اپنے مرحومین میں سے کسی کے ایصال ثواب کے لیے قربانی کیا تو اس میں بھی ان شاء اللہ مرحوم کو اجر ملے گا، قربانی کے تعلق سے یہ بات ضرور ذہن میں رہے کہ قربانی خوش دلی کے ساتھ کیا جائے اور اللہ کا شکر ادا کیا جائے کہ اس نے اس کی توفیق بخشی، جب قربانی کریں تو اس کا گوشت صرف خود ہی نہ کھالیا جائے؛ بلکہ محتاجوں تک بھی پہونچایا جائے؛ تاکہ وہ بھی ہماری خوشیوں میں شریک ہوسکیں۔ عید قربانی کی روح یہی ہے کہ ہمارے اندر اخلاص وایثار اور باہمی اخوت ومحبت اور ہمدردی کا جذبہ ابھرے اور ایک صالح معاشرہ وجود میں آئے، جہاں ہر طرف انس ومحبت کو فروغ حاصل ہو۔

کارخیر کی بشارت:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نیکیاں بُری موت سے بچاتی ہیں اور پوشیدہ صدقہ غضب الٰہی کو ٹھنڈا کرتا ہے اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک عمر کو بڑھاتا ہے۔ (طبرانی)

وضاحت: محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کار خیر کرنے والوں کو بڑی بشارت سنائی ہے، پہلا وہ شخص جو اللہ کی رضا وخوشنودی کی خاطر خیر وبھلائی کے کاموں میں لگا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قدم قدم پر غیبی نصرت فرماتے ہیں، وہ ہر وقت اللہ کے حفظ وامان میں رہتا ہے، اللہ اسے بُری موت سے نجات دیتے ہیں اور جب اس کو اپنے پاس بلاتے ہیں تو طبعی وفطری موت دیتے ہیں، دوسرا وہ شخص جو رازدارانہ طریقے سے صدقہ وخیرات کرتے ہیں تو دنیا میں اللہ اس کو ہر طرح کی آفتوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھتے ہیں اور آخرت میں نرمی وشفقت کا معاملہ فرماتے ہیں اور تیسرا وہ شخص جو اپنے رشتہ داروں اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں، اللہ اس کی عمر میں برکت عطا فرماتے ہیں؛ کیوں کہ رشتہ داروں کو دینے میں صدقے کے ثواب کے علاوہ صلہ رحمی اور حسن سلوک کا اجر ملتا ہے، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ کسی اجنبی محتاج شخص کو صدقہ دینا تو ایک ہی صدقہ ہے؛ لیکن کسی رشتہ دار کو دینا دو صدقے ہیں، ایک تو جیسا کہ ظاہر ہے صدقہ، دوسرے رشتہ کے ساتھ حسن سلوک، رشتہ داروں میں کچھ تو وہ ہیں جن کو صدقات واجبہ نہیں دیئے جاسکتے، ایسے رشتہ داروں کا جہاں تک ہوسکے، اپنے دوسرے مال میں خیال رکھنا چاہیے، اس سلسلہ میں ہم لوگوں سے بڑی کوتاہی ہوتی ہے، ہمارے خاندان میں بہت سے ایسے محتاج و پریشان حال ہیں، جو نان شبینہ کے لیے ترستے ہیں اور دوسروں کے سامنے دست سوال کرتے پھرتے ہیں اور ہم اپنے بال بچوں میں عیش وعشرت کی زندگی گزارتے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے رشتہ داروں کی حاجت روائی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے مال میں برکت عطا فرمائیں گے اور اس کو ہر طرح کی ترقی سے نوازیں گے، اس لیے ہر صاحب نصاب مسلمان کو اپنے محتاج قرابت داروں کی مالی مدد کرنا چاہیے؛ تاکہ اس سے آپس میں انس ومحبت پیدا ہو اور آپسی تعلقات میں خوشگواری آئے۔

قربانی اور اس سے متعلق احتیاطی تدابیر

مفتی احتکام الحق قاسمی

قربانی اسلام کا اہم شعار، سیدنا حضرت ابراہیم وسیدنا حضرت اسماعیل علیہما السلام کی عظیم یادگار اور ایام قربانی میں اللہ رب العزت کی محبوب اور پسندیدہ عبادت ہے، جس کی روح اخلاص وللّٰہیت اور مقصد وفا شعاری، تقویٰ و پرہیزگاری اور قرب خداوندی ہے، لہٰذا ایک صاحب ایمان کی شان یہ ہے کہ وہ اس اہم اور عظیم الشان عبادت کو عبادت کی روح کے ساتھ انجام دے۔ نام ونمود، شہرت وریاکاری، اور ہر ایسے عمل سے گریز کرے، جس سے اللہ رب العزت ناراض ہوں اور مقصد قربانی فوت ہوجائے۔

نیز اس بات کا بھی خیال رکھے کہ مذہب اسلام امن وامان، اخوت ومحبت اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کا حسین درس دیتا ہے، لہٰذا اس بات کی مکمل کوشش کی جائے کہ ہمارے کسی عمل سے اسلام کی شبیہ مجروح نہ ہو، بدگمانی نہ پھیلے، ماحول پراگندہ نہ ہونے پائے اور امن وامان میں کسی طرح کوئی فساد وبگاڑ نہ پیدا ہو، خاص کر قربانی کے موقع پر جب کہ کچھ فاسد ذہنیت کے لوگ ماحول کو بگاڑنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں، لہٰذا ایسے حساس موقع پر چند باتوں کا پورا خیال رکھا جائے، ورنہ ہماری چھوٹی سی بھول سماج کو بڑے نقصان میں ڈال سکتی ہے۔

۱۔ جانوروں خاص طور پر قربانی کے جانوروں کے نقل وحمل وٹرانسپورٹ کے ضابطہ اور قانون پر مکمل طور پر عمل کریں، قانون کی خلاف ورزی بالکل نہ کریں۔

۲۔ دوران نقل وحمل مکمل احتیاط برتیں، اپنی اور جانوروں کی حفاظت کی ہر ممکن تدبیر اختیار کریں۔

۳۔ ایام قربانی ودیگر ایام میں بھی جانور کسی محفوظ جگہ پر ذبح کریں، عام گذرگاہ، راستہ اور سڑک کے کنارے ذبح کرنے سے گریز کریں، کیوں کہ راستہ میں سبھوں کا حق ہے، گزرنے والوں کو آپ کے اس عمل سے تکلیف ہوگی، اور کسی کو تکلیف پہونچانا اسلام میں جائز نہیں ہے۔

۴۔ جہاں جانور ذبح کریں، وہاں پردہ کردیں، تاکہ دوسرے لوگوں اور دوسرے جانوروں کو تکلیف نہ ہو۔

۵۔ گوشت پردہ کے ساتھ محفوظ طریقہ پر لے جائیں، اسلام میں کھانے پینے کی چیزوں کو یوں بھی ڈھک کر رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، اس سے آپ کی سلیقہ مندی ظاہر ہوگی اور غلط نگاہوں سے بچ سکیں گے۔

۶۔ قربانی کا جانور عام جانوروں کی طرح نہیں ہے، اس کی نسبت شعائر اسلام اور سنت ابراہیمی سے وابستہ ہے۔ اس نسبت کا لحاظ رکھیں، اور اس کے وہ اعضاء جو ناقابل استعمال ہیں، سلیقہ سے کسی محفوظ جگہ پر دفن کردیں، اس میں بہت سے فوائد ہیں: (الف) فضائی آلودگی سے بچیں گے، کیوں کہ گندگی سے بہت سی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ (ب) آپ کا گرد وپیش صاف ستھرا رہے گا، صفائی وستھرائی اللہ کو پسند ہے، اور یہ ہمارے ایمان کا حصہ بھی ہے۔
(ج) دوسروں کی ایذارسانی سے بچیں گے، ایذارسانی اسلام میں حرام ہے۔
(د) کتے، چیل، کوے اس حصہ کو کسی ایسی جگہ نہیں ڈال سکیں گے جو دوسروں کی تکلیف یا باہمی خلفشار وانتشار کا سبب ہو، اس طرح بہت سارے فتنوں سے حفاظت ہوگی۔

۷۔ جانور یا اس کے کسی حصہ کو فیس بک، وہاٹس ایپ پر ڈالنے سے گریز کریں، کیوں کہ اس میں ریا ونمود ہے اور یہ عمل اخلاص وللّٰہیت کے منافی ہے، نیز اس سے دوسروں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں، اور یہ فتنے کا باعث بھی بن سکتا ہے۔

۸۔ آپ اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ مومن ومسلمان ہیں، جس کی فطرت میں امن وسلامتی ہے، تشدد سے بچیں، کسی بات پر جذبات میں نہ آئیں، اور ہر حال میں اخوت و بھائی چارگی، ہمدردی و رواداری اور امن وشانتی کا مظاہرہ کرکے اپنے سچے مومن ومسلم ہونے کا ثبوت دیں۔

ذبح کے آداب

۱۔ جانور کو ذبح کے لیے بائیں پہلو پر لٹائیں، ایسی صورت میں اس کا سر دکھن (جنوب) کی طرف ہوگا۔ ذبح میں بھی آسانی ہوگی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی سنت ہے (صحیح مسلم)

۲۔ جانور کو نرمی کے ساتھ زمین پر لٹایا یا گرایا جائے۔ (النتف فی الفتاویٰ)

۳۔ جانور کا رخ بوقت ذبح قبلہ کی جانب ہو، یہ مسنون ہے، قبلہ رو نہ ہونے سے خلاف سنت ہوگا، البتہ ذبیحہ حلال ہے۔ (سنن ابی داؤد)

۴۔ جانور بڑا ہو تو اس کے پاؤں مضبوطی سے باندھ دیے جائیں، تاکہ جانور قابو میں رہے، ورنہ بسا اوقات چھری لگنے کے بعد بھی جانور بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ یہ جانوروں کے ساتھ انتہائی تکلیف دہ عمل ہے اور بہت نازک معاملہ ہے، اس لیے کافی احتیاط کی ضرورت ہے۔ (بدائع الصنائع)

۵۔ جانور ذبح کرنے سے پہلے چھری تیز کرلی جائے، تاکہ بوقت ذبح جانور کو تکلیف کم سے کم ہو (صحیح مسلم)

۶۔ چھری جانور کے سامنے تیز نہ کی جائے۔ (تکملہ فتح الملہم باب الامر باحسان الذبح والقتل)

۷۔ ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابن ماجہ)

۸۔ ذبح سے پہلے اللہ کا نام لیں، بہتر یہ ہے کہ ذبح سے پہلے یہ دعاء پڑھیں:

"انی وجهت وجهی للذی فطر السمٰوات و الارض علی ملة ابراهیم حنیفاً و ما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی و محیای و مماتی لله رب العالمین. لا شرک له و بذٰلک امرت و انا من المسلمین اللّٰهم منک و لک عنی."

اگر قربانی دوسرے کی طرف سے ہے تو "عن" کے بعد اس کا نام لیں، پھر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کریں۔

۹۔ ذبح کے بعد جانور کو اچھی طرح ٹھنڈا ہوجانے دیں، پھر اس کو کاٹیں یا کھال اتاریں، ٹھنڈا ہونے سے پہلے کاٹنا یا کھال اتارنا جانور کی تکلیف کا سبب ہے، جس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم، سنن نسائی باب حسن الذبح)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 32 مورخہ ۸/ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰/اگست ۲۰۱۸ء روز سوموار

قربانی

عیدالاضحیٰ کا مہینہ آنے سے قبل ہی قربانی کی تیاری شروع ہوجاتی ہے، بکروں کی منڈیاں لگ جاتی ہیں، جانور خریدے جاتے ہیں، کچھ لوگ خلوص سے توانا، تنومند جانور لے لیتے ہیں، اور کچھ دوسروں سے پیچھے نہیں رہنے کے زعم میں اور اس لئے بھی کہ ہمارا بکرا گاؤں اور سماج میں سب سے نمایاں رہے، خریداری کرتے ہیں، قربانی کمزور جانور کی پسندیدہ بھی نہیں ہے اور اگر ایسا کمزور جانور ہو جو مذبح تک جا نہ سکے تو قربانی پر سوالیہ نشان لگ جاتا ہے؛ اس لئے کمزور نہیں، اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے مضبوط جانور ہی قربان کرنا چاہئے، پل صراط پر سواری کے کام آنے کا یقین بھی اسی کا متقاضی ہے، گو دوسرے صدقات کی طرح اللہ قربانی کے جانور کو بھی توانا کردیں گے؛ لیکن یہ توانائی گوشت، پوست، قد و قامت، اور قیمتوں سے نہیں ہوگی، وہاں تو جانوروں میں توانائی خلوص اور تقوی کی بنیاد پر آئے گی، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت واضح طور پر ارشاد فرمادیا ہے۔ لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَاءُ ھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ یعنی اللہ کے نزدیک جانور کا گوشت اور خون نہیں پہونچتا، تقوی پہونچتا ہے، قربانی تقویٰ، خلوص، للّٰہیت کے ساتھ نمود وریا سے دوری، جذبۂ بندگی اور بارگاہ الٰہی میں خود سپردگی کا نام ہے، اسی لئے قربانی سے قبل جو آیتیں پڑھی جاتی ہیں، ان کے معنی میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ خود سپردگی کا یہ اظہار لفظوں میں بھی کرایا جاتا ہے، اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ O میں نے اپنا رخ آسمان، زمین کے پیدا کرنے والے کی طرف خالصتا کرلیا اور میں مشرک نہیں ہوں، قربانی کرتے وقت یہ آیت رسماً نہیں پڑھی جاتی ہے، اس لئے پڑھوایا جاتا ہے تا کہ اللہ کی وحدانیت اور اس کی خالقیت کا پورا پورا استحضار ہوجائے، اس کو تقویت دینے کے لئے ایک اور آیت پڑھی جاتی ہے۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. یعنی میری نمازیں میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ تمام جہان کے پالنہار کے لئے ہے، یہاں صلاۃ اور نسک کو دو لفظ نہیں؛ بلکہ بدنی اور مالی عبادتوں کا اشاریہ سمجھنا چاہئے، اس خیال کو تقویت محیا اور ممات کے لفظ سے بھی ملتی ہے، بدنی اور مالی عبادتوں کے ذکر کے ساتھ محیا اور ممات کا لفظ یہ بتانے کے لئے ہے کہ زندگی کے تمام معاملات، معاشرت اور تمام امور، شریعت کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہی انجام پائیں گے؛ قربانی کرتے وقت ان آیات کی تلاوت صرف ثواب کے لئے نہیں، بلکہ اس وعدہ اور عہد کی تجدید ہے جو "عہد الست" میں بندہ نے کیا ہے اور جس کو دن بدن یہاں آکر "کار جہاں دراز ہے" کہہ کر بھولتا جارہا ہے، خلوص وللّٰہیت اور اللہ کے لئے کام کرنے کا جذبہ مفقود ہوتا جارہا ہے۔ سارے کام دکھاوے کے لئے کئے جاتے ہیں اور قربانی میں بھی خلوص سے زیادہ مسابقہ کارفرما ہوتا ہے، یہ مسابقۃ اور خودنمائی بالکل باقی نہ رہے، اس پر آخری ضرب جانور کو لٹا کر چھری چلاتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہوئے لگائی جاتی ہے اور اعلان کیا جاتا ہے کہ اے اللہ تیرے ہی نام سے ذبح کرتا ہوں اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے، کس کے نام سے؟ اللہ کے نام سے، ہمارے یہاں یہ بھی ایک غلط اصطلاح رائج ہوگئی ہے کہ قربانی کرنے سے پہلے یا قربانی کے وقت کہا جاتا ہے کہ یہ قربانی فلاں کے نام سے ہوگی نعوذ باللہ۔ قربانی ساری اللہ کے نام سے ہوگی، اس کے لئے صحیح تعبیر یہ ہے کہ کس کی طرف سے ہوگی یعنی کس شخص کی طرف سے قربانی کی ادائیگی اس جانور کو قربان کرکے کی جارہی ہے۔ چھری حلقوم پر چلی، خون کے فوارے بہے، جانور نے جان، جان آفریں کے سپرد کردیا، آپ کی قربانی آپ کے خلوص کے اعتبار سے اللہ کے پاس پہنچ گئی، اصل اجر وثواب تو وہیں ملے گا اور آپ کے خلوص کے اعتبار سے دیا جائے گا، ذبح کے بعد کھال ادھیڑنے کے لئے لے جانے سے پہلے ایک بار غور سے جانور کو دیکھئے، یہ شرعی حکم نہیں ہے؛ لیکن دیکھئے، اس کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں، جان نکل گئی، لیکن آنکھ آپ کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھ رہی ہے، آپ سے سوال کررہی ہے کہ جناب! میں نے تو آپکی طرف سے اپنے جان کی قربانی دیدی، لیکن کیا آپ نے بھی اپنے نفس امارہ کی قربانی کے لئے خود کو تیار کیا؟ اللہ کے راستے میں مال ہی نہیں، وقت آنے پر جان دینے کا خیال پیدا ہوا؟ اپنی محبوب اولاد اور اپنی پسندیدہ چیزوں کو خرچ کرنے کا جذبہ پیدا ہوا؟ اگر ایسا ہوا تو میری قربانی رائیگاں نہیں گئی، اور آپ خیر وبھلائی کے پانے والے ہوگئے اور اگر آج بھی مال کی محبت آپ کے دل میں اس قدر ہے کہ حلال وحرام کی تمیز کیے بغیر سمیٹے جارہے ہیں، دین کی سربلندی اور دعوت وتبلیغ کے لئے اپنی اولاد کو نکلنے نہیں دے رہے ہیں، آپ کو لگتا ہے کہ نماز کے وقت جماعت میں جانے سے گاہک واپس ہوجائے گا، اور ہم معاشی کساد بازاری کے شکار ہوجائیں گے، آپ پہلے کی طرح گناہوں پر جری ہیں، اور خیر کی طرف رغبت اب بھی نہیں پیدا ہوتی ہے تو سمجھئے کہ میری جان اکارت گئی، آپ کا کچھ بھی بھلا نہیں ہوا، اب بھی موقع ہے، قربانی کی دعا پڑھئے اور جو کمی کوتاہی رہ گئی ہے، اس کے لئے اللہ سے دعا کیجئے کہ اے اللہ! اس قربانی کو قبول کرلے؛ بالکل اسی طرح جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی قبول کی تھی، اس قربانی کو قبولیت کا وہ مقام عطا فرمادے جو انبیاء کرام کی قربانیوں کو تو نے دیا۔ یہ دعاء ذبح کرنے والا ہی پڑھتا ہے؛

لیکن قربانی کے اس پورے عمل میں شعوری طور پر شریک ہونے کی غرض سے یہ حکم دیا گیا کہ بہتر ہے کہ آدمی اپنی طرف سے قربانی کے جانور خود سے ذبح کرے اور اگر اس کے لئے کسی وجہ سے ایسا کرنا ممکن نہیں تو وہاں پر قریب میں کھڑا رہے؛ تاکہ قربانی کے عمل کو خود سے دیکھے اور محسوس کرے کہ یہ صرف جانور کا ذبح کرنا نہیں؛ بلکہ سب کچھ اللہ کے راستے میں قربان کرنا ہے، مال بھی جان بھی، اولاد بھی، زندگی اور موت بھی، سوچئے اور بار بار سوچئے، قربانی شعور کے ساتھ کیجئے، جانور کے ساتھ سب کچھ اللہ کے لئے قربان ہوجائے، ایسا ہوا یا نہیں، اسکی پہلی آزمائش قربانی کے گوشت سے شروع ہوتی ہے، آپ نے عزیز واقربا دوست اور احباب کا حصہ اس میں لگایا؟ غربا اور سماج کے پریشان حال لوگوں کے لئے کچھ حصہ خاص کیا؟ یا بڑا خاندان ہے، گھر ہی میں پورا نہیں ہوتا، کہہ کر سارا رکھ لیا، یقیناً آپ ایسا کرسکتے ہیں، شرعی اجازت بھی ہے، لیکن ایسا کرکے آپ نے سماج کے لئے قربانی نہ دینے کے اپنے احساس کا کھلے عام اظہار کردیا، جانور کے کھال کی قیمت آپ نے غربا، یتامیٰ کے لئے دیا یا بغیر فروخت کئے اپنے لئے جائے نماز بنالیا، اگر ایسا کیا تو معلوم ہوگیا کہ اللہ کے راستے میں دینے کا آپ کا مزاج نہیں بنا، آپ نے اپنی طرف سے قربانی کردی، لیکن بیوی بھی صاحب نصاب ہے، بہو بھی ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی کے زیور لے کر بیٹھی ہے، بیٹا نے بھی بینک بیلنس اور سامان اتنی مالیت کا جمع کررکھا ہے، ان کی طرف سے قربانی رہ گئی، اور آپ مُردوں کی طرف سے قربانی کررہے ہیں پہلے ان کی طرف سے تو قربانی دے لیجئے؛ جن پر واجب ہے، قربانی کے ایام میں قربانی کے علاوہ کوئی عمل اللہ کو اس قدر پسند نہیں ہے؛ اس لئے قربانی جن پر واجب ہے، سب کی طرف سے دیجئے، تاکہ سب کے نفس امارہ اللہ کے راستے میں حقیقتاً قربان ہوجائیں، یہی عید قرباں کا پیغام ہے اور یہی اس کا مقصد۔

خودکشی کا بڑھتا رجحان

خودکشی ایک انتہائی قدم ہے، جو انسان مختلف احوال میں مایوسی کا شکار ہوکر اٹھاتا ہے، کسی کو نوکری ملنے میں مایوسی ہاتھ آتی ہے، کسی کو قرض کی ادائیگی کے لیے رقم کے حصول میں مایوسی کا سامنا ہوتا ہے، کبھی امتحانات میں ناکامی سے طلبہ مایوس ہوجاتے ہیں اور کبھی عشق ومحبت میں ناکامی اس کا سبب بنتی ہے، کبھی اوہام وخرافات اور جاہلانہ عقیدت اس کا سبب بن جاتی ہے اور ہماری عوام، نوجوان، کسان، طلبہ وطالبات اس مایوسی کی وجہ سے اپنی زندگی کو موت سے ہم کنار کرلیتے ہیں، نیشنل کرائم ریکارڈ (ان سی آر بی) کے ظاہر کردہ اعداد وشمار کے مطابق ۲۰۱۴ء میں ایک لاکھ اکتیس ہزار چھ سو چھیاسٹھ افراد نے خودکشی کی؛ جو انتہائی افسوس ناک ہے۔

امسال صرف جولائی ماہ میں خودکشی کے تین بڑے واقعات دہلی، ہزاری باغ اور رانچی میں پیش آئے، جس نے پورے ملک کو حیران وپریشان کردیا، ایک واقعہ میں گیارہ، ایک میں سات اور ایک واقعہ میں چھ نے خودکشی کے ذریعہ اپنی زندگی کا خاتمہ کرلیا، ابتدائی طور پر معلوم ہوا کہ اول الذکر خاندان کسی تانترک کا معتقد تھا اور اس نے "موکش" (نجات) پانے کے لیے اس انتہائی قدم پر اسے ابھارا تھا، بقیہ دو واقعات میں قرض کے بڑھتے بوجھ نے اس راہ پر چلنے پر مجبور کیا۔

اسلام ناامیدی کی گھٹاٹوپ تاریکیوں میں بھی امید وتوقعات کے چراغ روشن کرنے کی تلقین کرتا ہے، وہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہونے کو کفر کے برابر قرار دیتا ہے، اسلام کا عقیدہ ہے کہ اللہ اپنے بندوں پر رحم کرنے والا ہے اور حالات کو بدلنے کی قدرت وطاقت اسی کے قبضے میں ہے۔

دوسری طرف اسلام کی فکر یہ ہے کہ انسان کے پاس اپنا کچھ نہیں ہے، یہ جسم وجان، بندے کے پاس اللہ کی امانت ہے، اور اسے اس میں خیانت کرنے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کی اجازت نہیں ہے، وہ نہ تو اپنے کسی عضو کو برباد کرسکتا ہے اور نہ ہی اپنی جان کو، ہندوستان کا جمہوری دستور بھی اس کی تائید کرتا ہے اس لیے دستور ہند کے اعتبار سے یہ قابل تعزیر جرم ہے۔

اس لیے مایوسی کو دور کرنے اور مایوس لوگوں میں امید کی کرن جگانے کی ضرورت ہے، ہمیں ہر سطح پر لوگوں کو یہ بتانا چاہیے کہ راستے کبھی بند نہیں ہوتے؛ بلکہ ہر مرحلے میں متبادل موجود ہوتا ہے جس کو استعمال کرکے مایوسی کے دلدل سے یقینی طور پر نکلا جاسکتا ہے، بالکل اسی طرح جس طرح ہر بند راستے کے قریب میں ایک ڈائیورسن متبادل سڑک کے طور پر موجود ہوتی ہے، اس سڑک میں جرکنگ تو ہوتی ہے؛ لیکن اگر آپ نے اس جرکنگ کو برداشت کرلیا تو آگے شاہ راہ تک آدمی پہونچ جاتا ہے، اسی طرح مایوس انسان تھوڑی پریشانی اٹھانے کے بعد امید کی شاہ راہ پر پہونچ سکتا ہے، اور خودکشی سے بچ سکتا ہے، اس لئے کہ خودکشی کا مطلب زندگی کے امکانات کو ہمیشہ ہمیش کے لیے ختم کردینا ہے۔

طلاق بل میں ترمیمات

تین طلاق بل جو پارلیامنٹ سے انتہائی عجلت میں اکثریت کے دم خم پر پاس کرالیا گیا تھا اور جس میں اس موضوع کے ماہرین کو بھی گفت وشنید کا موقع نہیں دیا گیا تھا، راجیہ سبھا میں رُک گیا تھا، حکومت چاہتی تھی کہ حالیہ اجلاس میں راجیہ سبھا سے اسے پاس کرالیا جائے اس کے لئے اس نے اس بل میں کابینہ سے تین ترمیمات بھی منظور کرلی تھیں، جس کے مطابق یہ ناقابل ضمانت جرم نہیں ہوگا، مجسٹریٹ چاہے تو صلح وصفائی کراکر معاملہ رفع دفع کراسکتا ہے، اس کے علاوہ مقدمہ دائر کرنے کا حق بھی بیوی یا اس کے قریبی رشتہ دار تک محدود کردیا گیا ہے، اتنی ترمیمات کے بعد بھی سیاسی پارٹیوں کا اس موضوع پر اتحاد نہیں ہوسکا، اس لیے اس بار پھر سے یہ معاملہ التوا میں چلا گیا، سیاسی پارٹیاں اور خود مسلم پرسنل لا بورڈ چاہتی ہے کہ اس بل کو مجلس قائمہ (اسٹینڈنگ کمیٹی) کے حوالہ کیا جائے، حکومت اس قدم کو اٹھانے میں یا تو اپنی ہتک سمجھتی ہے یا شکست؛ اس لیے یہ بیل منڈھے نہیں چڑھ رہا ہے، ہمارا احساس یہ ہے کہ یہ بل صراحتاً دین میں مداخلت ہے اور غیر ضروری ہے، شرعی معاملات میں ہندوستانی دستور میں اقلیتوں کو دیے گیے حقوق سے متصادم ہے، اس لیے اس بل کا کوئی جواز نہیں ہے، حکومت کے پاس اب بھی وقت ہے کہ وہ تین طلاق کے مسئلہ پر مسلم رائے عامہ کا خیال کرتے ہوئے اسے سرد بستے میں ڈال دے۔

یادوں کے چراغ

ڈاکٹر مقبول احمد

: ایڈیٹر کے قلم سے

پروفیسر ڈاکٹر مقبول احمد بن عبدالرحیم بن ٹھگن میاں مادھوپور دگھروا ضلع سمستی پور کا ان کے وطن ثانی دلسنگھ سرائے سمستی پور میں ۲/جون ۲۰۱۸ء کو ایک پرائیوٹ کلنک میں انتقال ہوگیا، ۱۸/رمضان ۱۴۳۹ھ کی شب تھی، عشاء کی نماز کے لیے وضو کر کے مسجد جانے کے لیے گھر سے قدم نکالا ہی تھا کہ مرض الموت میں مبتلا ہوگیے اور بالآخر اس دنیا سے رخت سفر باندھ لیا، انتقال سنیچر کو ہوا تھا، تدفین اتوار کو ہوئی، ایک ہزار سے زیادہ لوگوں نے کاندھے چڑھا کر انہیں سفر آخرت پر روانہ کیا، جنازہ کی نماز ہمارے دوست مولانا ریاض احمد قاسمی استاذ مدرسہ مصباح العلوم ایلوتھ، موسری گھراری نے پڑھائی اور دلسنگھ سرائے کے مولوی چک قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، پس ماندگان میں دو محل سے چار لڑکی دو لڑکا اور دوسری اہلیہ حیات سے ہیں۔

ڈاکٹر مقبول احمد اپنے وطن مادھو پور دگھروا سابق ضلع دربھنگہ اور موجودہ ضلع سمستی پور میں ۴/نومبر ۱۹۵۲ء کو پیدا ہوئے، تعلیم کا آغاز گاؤں کے مکتب سے کیا اور پھر ویشالی ضلع کے ام المدارس مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی میں داخل کیے گیے، مدرسہ احمدیہ ابابکر پور کی ان دنوں تعلیمی شہرت تھی اور تربیت کے میدان میں بھی اس کی خدمات نمایاں تھیں۔ چنانچہ یہاں کے تعلیمی وتربیتی ماحول نے ان کی شخصیت کو نکھارا، مدرسہ ان دنوں مولوی تک تھا، مولوی کرنے کے بعد وہ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ چلے گیے، جہاں سے عالم فاضل کے امتحان میں شریک ہوکر نمایاں کامیابی حاصل کی، فاضل کے بعد انہوں نے عصری علوم کے حصول کی طرف توجہ دی اور بہار یونیورسٹی سے ڈبل ام اے اردو و فارسی میں کرنے کے بعد پروفیسر زبیر احمد قمر کی نگرانی میں پی اچ ڈی کی ڈگری لی۔

تدریسی زندگی کا آغاز مادھوپور پرائمری اسکول مظفر پور سے کیا، لیکن جلد ہی ان کی بحالی اردو فارسی کے استاذ کی حیثیت سے رام دیالو سنگھ ہائی اسکول گنگیا مظفر پور میں ہوگئی اور انہوں نے پہلی ملازمت کو خیر باد کہہ دیا، للت نرائن متھلا یونیورسٹی کے اے این دی کالج شاہ پو پٹوری میں جگہ خالی ہوئی تو ہائی اسکول چھوڑ کر کالج میں زبان وادب کی خدمت کرنے لگے، کہا جاتا ہے کہ ایک زمانہ میں شاعری سے بھی انہیں شغف تھا اور ان کی شاعری قوالوں کے ذریعہ مجلس کی زینت ہوا کرتی تھی، میں نے انہیں کبھی بھی شعر کہتے پڑھتے نہیں سنا، البتہ مولانا امام الدین ندوی نے فرمایا کہ میں نے ان کی تخلیق دیکھی ہے، معیاری ہوا کرتی تھی، اگر ایسا ہے تو ان کی تخلیقات کی اشاعت کا نظم کرنا چاہیے تاکہ دوسرے لوگ بھی اس سے مستفیض ہوسکیں اور ان کا شعری سرمایہ ضائع ہونے سے بچ سکے، یہ ایک اچھا کام ہے اور اگر ان کے شاگرد رشید کلیم اشرف ہی اس کام کا بیڑا اٹھالیں تو ان کی باقیات کو محفوظ رکھنے کی شکل بن سکتی ہے۔ شاعری سے طبیعت اوب گئی تو ہومیو پیتھ کی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا، ایک زمانہ میں یہی ان کا اوڑھنا بچھونا تھا، اس فن میں ایسی مہارت پیدا ہوگئی جو کم لوگوں میں دیکھنے کو آتی ہے، چنانچہ انہوں نے مریضوں کے ازدحام سے نمٹنے کے لیے موسری گھراری چوک پر دواخانہ کھول لیا اور باقاعدہ مطب کرنے لگے، اللہ نے دست شفا دیا تھا، اس لیے جو مریض آتا عموماً صحت یاب ہوکر جاتا، اس کے نتیجے میں پروفیسر سے زیادہ وہ ڈاکٹر کی حیثیت سے مشہور ہوگیے، اسی درمیان انہوں نے قرآن کریم حفظ کرنا شروع کیا، ترجمہ کی مدد سے قرآن فہمی کی طرف راغب ہوگیے اور اس میں بھی اچھی خاصی مہارت حاصل کر لی، تلک جہیز اور شادی بیاہ کے رسومات کے خلاف انہوں نے ایک کتاب بھی لکھی اور اسے چھپوا کر مفت تقسیم کیا، ۲۰۰۰ء میں ان کی اہلیہ کا انتقال ہوگیا، جس سے انہیں کافی صدمہ پہونچا، طبیعت پریشان رہنے لگی، ایسے میں دوستوں کے مشورہ سے انہوں نے دوسری شادی کر لی، ۱۹۹۴ء میں ان کا تبادلہ اے ان ڈی کالج پٹوری سے آر بی کالج دلسنگھ سرائے ہوگیا، اور انہوں نے مطب چھوڑ کر اپنی اہلیہ کے ساتھ دلسنگھ سرائے میں ہی بود وباش اختیار کر لی، یہ اہلیہ ان کی فیض آباد یوپی کی ہیں، اور ارادہ یہی تھا کہ ۳۰/نومبر ۲۰۱۸ء کو سبکدوشی کے بعد یہاں سے نقل مکانی کر کے فیض آباد اہلیہ کے میکے میں جا بسیں گے، لیکن اللہ کو منظور نہیں تھا، زندگی نے وفا نہیں کی اور موت کے سخت ہاتھوں نے انہیں ہم سے جدا کر دیا اور ڈاکٹر صاحب کی یہ خواہش دھری کی دھری رہ گئی۔

میری ملاقات ڈاکٹر مقبول احمد صاحب سے ۱۹۸۳ء سے تھی، جب میں دارالعلوم بربٹہ میں دارالعلوم سے فراغت کے بعد درس وتدریس سے لگا تھا، اس زمانہ میں کبھی روزانہ عصر بعد اور کبھی ہفتے میں موسری گھراری آنا ہوتا تھا، میرے دوست مولانا ریاض احمد قاسمی، محسن ومربی مولانا خلیل الرحمٰن شاہد قابل پوری مرحوم سابق صدر مدرس مدرسہ فیض العلوم کبئی بنگھرا ابھی موسری گھراری چوک پر ہی رہا کرتے تھے، مجلس ڈاکٹر صاحب اور مولانا خلیل الرحمٰن صاحب مرحوم کی الگ الگ جمتی اور میں دونوں مجلس کا حاضر باش تھا، میرا جس وقت ان کے یہاں آنا جانا تھا، ان دنوں ان کے اوپر ہومیو پیتھ کا غلبہ تھا اور اصلاح معاشرہ کے موضوعات میں شادی بیاہ، تلک جہیز اور کبھی کبھی مسلمانوں میں برادرانہ تعصب ان کی گفتگو کے بنیادی موضوعات ہوا کرتے تھے۔ ۱۹۸۴ء میں، میں ان کی مادر علمی مدرسہ احمدیہ ابابکر پور میں استاذ ہوکر پہونچ گیا، ایسے میں فطری طور پر ملاقات میں کمی آئی، گاہے گاہے جب ادھر سے گذرتا تو مرحوم کے یہاں حاضری ہوتی، لیکن بڑھتی عمر کے ساتھ وہ زندہ دلی، شگفتہ مزاجی باقی نہیں رہی تھی، اس میں ان کے گھریلو مسائل کا بھی بڑا دخل تھا، یہ مسائل دوسری شادی کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے اور ان مسائل سے نمٹنے کی کوئی صورت انہیں نظر نہیں آتی تھی۔

جو لوگ ڈاکٹر صاحب کی مجلس کے حاضر باش نہیں تھے، ان کا گمان یہ تھا کہ وہ تنہائی پسند، کم گو اور اپنے میں مگن رہنے والے تھے، لیکن حقیقت میں ایسا نہیں تھا، البتہ وہ ہر شخص سے گفتگو کرنا پسند نہیں کرتے تھے اور گفتگو میں معیار کا خیال رکھتے تھے، معیاری گفتگو معیاری لوگوں سے۔

مختصر یہ کہ ڈاکٹر مقبول احمد کی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع تھا، وہ ہومیو پیتھ کے کامیاب معالج، کلاس روم میں بہترین استاذ اور اصلاحی وسماجی کاموں میں آگے آگے رہنے والے تھے، غلطیاں کوتاہیاں، فطرت انسانی ہے، اس لیے ہم سب کو ان کی مغفرت کے اور پس ماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کرنی چاہیے۔

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

شرح در مختار

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

درمختار فقہ وفتاویٰ سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے مشہور، مستند اور معتبر کتاب ہے، ردالمحتار اس کی مقبول شرح ہے، جو شامی کے نام سے معروف ہے، واقعہ یہ ہے کہ فقہ وفتاویٰ پر کام کرنے والا کوئی عالم اس متن وشرح سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

دونوں کتاب عربی زبان میں ہے، اور سادہ وسہل اسلوب کی وجہ سے اس کی عبارتیں ادق اور دشوار نہیں ہیں، جس کی وجہ سے عربی زبان سے تھوڑی سی شُد بدر کھنے والا اس کے معنی ومفہوم تک رسائی حاصل کر لیتا ہے، اس لیے مدارس اسلامیہ کے فارغین کے لیے اس کے ترجمہ وتشریح کی چنداں ضرورت محسوس نہیں ہوتی ہے۔

لیکن کچھ طلبہ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو ترجمہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، پھر غیر عربی داں حضرات کا بھی ایک بڑا حلقہ ہے، جو فقہی جزئیات اور مسائل کی واقفیت حاصل کرنے کے خواہاں ہوتے ہیں، ان کے لیے اس اہم کتاب درمختار کا ترجمہ ومعنی ومسائل کی تشریح وتفہیم ضروری ہے، تاکہ وہ بذات خود اس ترجمہ کی مدد سے شرعی احکام ومسائل اور اس کی کنہیات وجزئیات کو سمجھ سکیں۔

اسی نقطۂ نظر سے ماضی میں حضرت الاستاذ ومفتی محمد ظفیر الدین مفتاحیؒ مفتی دارالعلوم دیوبند نے اس کتاب کا ترجمہ کیا ہے، برجستہ، سلیس اور رواں ترجمہ نے اہل علم کے حلقوں میں مقبولیت حاصل کی تھی، مفتی کفیل الرحمٰن نشاطؒ نے بھی اس متن کو عوام تک پہونچانے کے لیے اس پر کام کیا تھا اور اسے بھی علمی حلقوں میں قابل قدر گردانا گیا تھا۔

اب اس پر نئے سرے سے ترجمہ وتشریح کا کام مولانا محمد مفتی شہزاد استاذ جامعہ اسلامیہ دارالعلوم محمدیہ میل کھیرلا ضلع بھرت پور راجستھان نے انجام دیا ہے، ترجمہ کی زبان اچھی ہے، تشریح میں بھی اصل عبارت کے معنی ومتن کو واضح کرنے اور اس سے متعلق مسائل واحکام کو مدلل کرنے کے لئے انہوں نے نامور معاصر مفتیان کرام کے فتاوے اور تحریروں سے استفادہ کیا ہے، جس کی وجہ سے بہت سارے نئے مسائل تک بھی قاری کی رسائی ہوجاتی ہے اور ان کے لئے نئے مسائل کی توضیح اور اس کے ذریعہ پیش آمدہ مسائل کے استنباط اور اخذ کی راہ ہموار ہوتی ہے۔

میں مولانا موصوف کو اس اہم کتاب کی تالیف پر مبارک باد پیش کرتا ہوں، ان کی علمی صلاحیت فقہی بصیرت، افہام وتفہیم میں مہارت سے بجا طور پر یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ اس سلسلہ کو آگے بڑھاتے رہیں، تاکہ فقیہ وافتا کے طلبہ کے ساتھ عام مسلمان بھی اس قسم کی کتابوں سے فائدہ اٹھا سکیں، اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو قبول عام وتام فرمائے اور اسے ذخیرہ آخرت بنائے، آمین یارب العالمین وصلی اللہ علیہ وعلی النبی الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

افادات گیلانی

مفتی نیر اسلام قاسمی کی کتاب ''افادات گیلانی'' مولانا مناظر احسن گیلانی کے علوم وافکار کی تلخیص پر مشتمل ہے جس میں مولانا کی کتابوں میں سے تین جلد سوانح قاسمی، احاطہ دارالعلوم میں بیتے ہوئے دن، حضرت امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی اور حضرت ابوذر غفاری کا انتخاب کیا گیا ہے۔ مولانا گیلانی کو ایجاز واطناب پر یکساں قدرت تھی، ایجاز دیکھنی ہو تو النبی الخاتم اور اطناب دیکھنی ہو تو سوانح قاسمی اور ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام وتعلیم وتربیت کو دیکھنا چاہیے، اتفاق سے مولانا نیر اسلام صاحب نے افادات میں سوانح قاسمی کا انتخاب کیا ہے اور ان تمام کتاب میں سے عطر کشید کر کے اس کتاب میں جمع کر دیا ہے، اس کی وجہ سے ایسے قاری جن کو وقت کی کمی اور کتاب کی ضخامت دونوں کا شکوہ رہتا ہے، ان لوگوں کے لیے مولانا گیلانی کے علوم وفنون سے استفادہ آسان ہوگیا ہے، مختصر وجامع سوانح گیلانی کی شمولیت کی وجہ سے مولانا گیلانی کی حیات وخدمات سے واقفیت میں آسانی ہوگی، لیکن اس گنجینہ معارف تک پہونچنے کے لیے ایک سو اکتالیس صفحات آپ کو مزید پڑھنے ہوں گے، جس میں مفتی نیر صاحب نے تعلیم تربیت کے مجرب اصول بیان کیے ہیں، جس سے صلاحیت سازی اور تعمیر انسانیت کا کام لیا جا سکتا ہے، یہ اصول کچھ تو ان کے اپنے تجربات پر مبنی ہیں اور کچھ اکابر کے تجربات پر، یہ حکایت دراز ہوتی چلی گئی ہے اور اس نے خود ایک رسالہ یا کتاب کی صورت اختیار کر لی ہے، وہ جو مشہور ہے کہ ''لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم'' یہ ابتدائیہ اسی کا مصداق ہے۔

مفتی نیر اسلام قاسمی کا اسلوب تحریری اطنابی ہے، موضوع کو پھیلانا، بات سے بات نکالنا اور اس سے قیمتی نتائج اخذ کرنے میں انہیں مہارت حاصل ہے، ''صغریٰ، کبریٰ'' ملانا انہیں خوب آتا ہے ''حداوسط'' کی پہچان بھی خوب ہے اس لیے ''شکل'' چاہے جو ہو وہ ''قضایا'' سے نتائج اخذ کر لیتے ہیں اور ''حداوسط'' حذف ہوتا رہتا ہے۔

مجھے امید ہے کہ مفتی صاحب کی دوسری کتابوں کی طرح یہ کتاب بھی مقبول ہوگی، کیوں کہ ان کی تحریروں میں خلوص کی آمیزش اور دعاء نیم شبی کی گرمی بھی رہا کرتی ہے گویا وہ قاری پر الفاظ وتراکیب ہی سے نہیں، خلوص اور دعا سے بھی حملہ آور ہوتے ہیں اور قاری اس سہ طرفہ حملے سے بچ کر نہیں نکل سکتا، آپ بھی پڑھیے اور سر دُھنیے۔

میری محبت مفتی نیر اسلام قاسمی سے رہی ہے، ہے اور انشاء اللہ رہے گی، زندگی کا سفر ہی نہیں، تحریر وتالیف وتصنیف کا سفر بھی محبت کی آمیزش سے آسان ہوتا ہے، اور حوصلہ افزائی سے دل ودماغ، ذہن ووجدان کی وہ گرہیں بھی کھل جاتی ہیں جو عموماً بند رہا کرتی ہیں، مفتی صاحب کے لیے محبت کے ساتھ نیک خواہشات، اللہ کرے وہ ایسے ہی بساط علم وفن بچھاتے رہیں اور ہم لوگ مستفیض ہوتے رہیں۔ آمین۔

حضرت ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ عنہ

مولانا نورالحق رحمانی، استاد المعہد العالی امارت شرعیہ

حضرت ابوالعاص (لقیط) بن الربیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے داماد ہیں، جن کا نکاح اسلام سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا، پانچویں پشت میں ان کا نسب عبد مناف بن قصی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے، یہ ام المومنین حضرت خدیجہ بن خویلد رضی اللہ عنہا کی سگی بہن ہالہ بنت خویلد کے بیٹے ہیں، ان کی ماں کے نام کے سلسلے میں اختلاف ہے، راجح قول کی رو سے ان کی ماں کا نام ہالہ تھا اور دوسری روایت کی رو سے ہند، ابوالعاص ان کی کنیت ہے، ان کے نام کے سلسلے میں بھی اختلاف ہے، ایک قول کی رو سے ان کا نام لقیط ہے، زیادہ مشہور قول یہی ہے اور دوسرے قول کی رو سے مھشم اور تیسرے قول کی رو سے ہشیم ہے، بعثت سے قبل ان کی شادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ہوئی تھی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ کی وجہ سے ان کی آمدورفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سبھی بیٹیاں اپنے زمانہ کے افضل ترین ماں باپ کی تربیت یافتہ تھیں، اس لیے وہ بلند اخلاق واطوار کی حامل تھیں، اس لیے حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے اپنی خالہ زاد بہن کو اپنی رفیقۂ حیات کی حیثیت سے پسند کیا، یہ خود بھی قریش کی معزز اور خوشحال تاجر تھے، سچے اور امانت دار تھے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنا داماد بنانا پسند فرمایا، پھر جب اللہ رب العزت نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ورسالت کی عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور چاروں بیٹیاں مشرف بہ اسلام ہوئیں، حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ ان دنوں مکہ سے باہر تھے، مکہ واپس ہوئے تو انہیں اپنے خسر کے نبی اور رسول ہونے خبر ملی؛ لیکن فوری طور پر وہ اسلام قبول کرنے کا فیصلہ نہ کرسکے، انہیں اس کا اندیشہ ہوا کہ لوگ یہ طعنہ دیں گے کہ اپنی بیوی کی محبت میں اپنے قدیم آبائی دین کو چھوڑ کر اپنے خسر کا نیا دین قبول کرلیا ہے، اس لیے وہ فوراً اسلام نہیں لائے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اس سے قلق ہوا، اس لیے کہ وہ یونہی تصور کررہی تھیں کہ وہ ہماری طرح اللہ کا سچا دین قبول کرکے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائیں گے، لیکن فوری طور پر ایسا نہ ہوا، ان کی دوسری منجھلی بہن رقیہ کا نکاح حضرت عثمان بن عفان کے ساتھ ہوا، مکہ معظّمہ میں جب مشرکین کی طرف سے اہل ایمان پر زیادتی ہونے لگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو حبشہ ہجرت کرنے کی اجازت دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اپنی اہلیہ دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ حبشہ ہجرت فرماگئے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ساتھ مکہ میں رہیں، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حکم سے نبوت کے تیرہویں سال مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، آپ کے اہل خانہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور دونوں چھوٹی بیٹیوں (حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما) نے بھی مدینہ ہجرت فرمائی، حضرت زینب اکیلی مکہ میں رہ گئیں، پھر رمضان ۲/ہجری میں اسلام اور کفر کی پہلی جنگ غزوہ بدر ہوئی، جس میں مشرکین مکہ کی طرف سے ان کے دباؤ پر اس جنگ میں شریک ہوئے، اسی طرح آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی مشرکین کے دباؤ میں اس جنگ میں شریک ہوگئے تھے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو تاکید فرمادی تھی کہ وہ انہیں قتل نہ کریں، چنانچہ صحابہ نے ان دونوں کو گرفتار کرلیا، گرفتار ہونے والوں کی تعداد بھی ستر تھی، کچھ لوگوں نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے مکہ سے فدیہ بھیجا تو دختر رسول حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے شوہر ابوالعاص کی رہائی کے لیے اپنا وہ سونے کا ہار اپنے دیور عمرو بن العاص کے ہمراہ بھیجا جو ان کی شادی کے موقع پر ان کی ماں ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں ہدیہ کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر جب اس ہار پر پڑی تو وفادار بیوی کی یاد تازہ ہوگئیں اور انکھیں اشکبار ہوگئیں، دل میں رقت پیدا ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے سفارش کی کہ وہ زینب کا ہار انہیں واپس کردیں اور ابوالعاص کو بغیر فدیہ کے رہا کردیں، سب نے بہ طیب خاطر اس سفارش کو قبول کیا اور ابوالعاص کو بغیر فدیہ کے آزاد کردیا، البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر اپنے داماد سے یہ عہد لیا کہ وہ مکہ واپسی کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ واپس کردیں گے، چنانچہ انہوں نے اپنے عہد کو پورا کیا اور حضرت زینب کو بہ حفاظت مدینہ بھیج دیا، اس کے بعد ابوالعاص چار پانچ سال اپنے کفر پر قائم رہے، فتح مکہ سے کچھ قبل ایمان لائے۔

واقعہ یہ پیش آیا کہ ابوالعاص قریش کا مال تجارت لے کر شام روانہ ہوئے، زید بن حارثہ جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ کا سربراہ بنا کر بھیجا تھا، راستے میں ابوالعاص اور ان کے تجارتی قافلے سے ان کی مڈبھیر ہوگئی، سریہ نے ان کے کچھ ساتھیوں کو قتل کرکے تجارتی سامانوں کو مال غنیمت بنالیا، ابوالعاص کسی طرح جان بچا کر اور چھپ چھپ کر مدینہ پہونچے اور اپنی زوجہ حضرت زینب سے پناہ طلب کی، انہوں نے اپنے شوہر کو پناہ دی؛ بلکہ فجر کی نماز میں مسجد نبوی میں جاکر نماز کے بعد اعلان کیا کہ میں ابوالعاص کو پناہ دیدی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پناہ دینے کا اعتبار کیا اور قریش کا جو تجارتی سامان ان کے ساتھ تھا، اسے بھی واپس کردیا، حضرت ابوالعاص وہ مال لے کر خوشی خوشی مکہ لوٹے اور ہر صاحب مال کو اس کا مال لوٹادیا، پھر کلمہ شہادت پڑھ کر اپنے اسلام کا اعلان کیا اور مدینہ ہجرت فرمائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے نکاح کی بنیاد پر ان کی طرف لوٹادیا، چھ سال کی دونوں کے درمیان جدائیگی رہی، مسلمان عورتوں کو کسی غیر مسلم کے نکاح میں رکھنے کی ممانعت غزوۂ حدیبیہ کے موقع سے نازل ہوچکی تھی اور دوسری روایت کی رو سے تجدید نکاح کے بعد آپ نے انہیں ابوالعاص کی طرف لوٹایا۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱/۱۳۴۔۱۳۵، البدایہ: ۶/۳۵۴)

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی زندگی کے اکثر پہلو قابل ستائش ہیں، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی ہے: ''حدثنی فصدقنی وواعدنی فوفانی'' (حوالۂ سابق) (انہوں نے مجھ سے بات کی اور سچ کہا اور وعدہ کیا تو پورا کیا۔)

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو حضرت زینب رضی اللہ عنہ سے دو اولاد ہوئی، ایک لڑکا علی اور دوسری لڑکی امامہ بنت ابی العاص، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت یعنی ۱۲ھ میں ان کی وفات ہوئی، اسی سال حضرت علی بن ابی طالب نے ان کی صاحبزادی امامہ سے نکاح کیا، جبکہ حضرت فاطمہ کی وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد ہوچکی تھی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات سے قبل انہیں وصیت کی تھی کہ وہ ان کے انتقال کے بعد ان سے نکاح کرلیں، اس کی صراحت نہیں ملتی کہ یہ شادی حضرت ابوالعاص کی زندگی میں ہوئی یا ان کی وفات کے بعد۔ (حوالۂ سابق)

حضرت ابوالعاص کی زندگی کا یہ پہلو خاص طور پر قابل ذکر اور لائق تحسین ہے کہ انہوں نے ایمان نہ لانے کے زمانے میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کو ملحوظ رکھا اور ان کی شان میں کوئی گستاخی نہیں کی؛ بلکہ جب قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں انہیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دینے پر ابھارا اور یہ پیش کش کی کہ اس کے بعد تم قریش کی جس خاتون سے بھی چاہو، نکاح کرلو تو انہوں نے سختی سے اس سے انکار کیا اور فرمایا: ''لا واللّٰہ اذن لا أفارق صاحبتی'' (البدایۃ والنھایۃ: ۳/۳۱۲) نہیں! اللہ کی قسم میں اپنی بیوی (زینب) کو طلاق نہیں دے سکتا۔)

قربانی؛ حکم اور فضیلت

مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی

قربانی کا حکم: تمام فقہاء وعلماء کرام قرآن وسنت کی روشنی میں قربانی کے اسلامی شعار ہونے اور ہر سال قربانی کا خاص اہتمام کرنے پر متفق ہیں، البتہ قربانی کو واجب یا سنت مؤکدہ کا ٹائٹل دینے میں زمانۂ قدیم سے اختلاف چلا آرہا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں ہر صاحب حیثیت پر اس کے وجوب کا فیصلہ فرمایا ہے۔ حضرت امام مالکؒ بھی قربانی کے وجوب کے قائل ہیں، حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا ایک قول بھی قربانی کے وجوب کا ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی قربانی کے واجب ہونے کے قول کو ہی راجح قرار دیا ہے۔ البتہ فقہاء وعلماء کی دوسری جماعت نے بعض دلائل کی روشنی میں قربانی کے سنت مؤکدہ ہونے کا فیصلہ فرمایا ہے، لیکن عملی اعتبار سے امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ قربانی کا اہتمام کرنا چاہئے اور وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنا غلط ہے خواہ اس کو جو بھی ٹائٹل دیا جائے۔ ''جواہر الاکلیل شرح مختصر خلیل'' میں امام احمد بن حنبلؒ کا موقف تحریر ہے کہ اگر کسی شہر کے سارے لوگ قربانی ترک کردیں تو ان سے قتال کیا جائے گا؛ کیونکہ قربانی اسلامی شعار ہے۔ صحابہ وتابعین عظام سے استفادہ کرنے والے حضرت امام ابوحنیفہؒ (۸۰ھ۔۱۵۰ھ) کی قربانی کے وجوب کی رائے احتیاط پر مبنی ہے۔

قربانی کے وجوب کے دلائل: قرآن وسنت میں قربانی کے واجب ہونے کے متعدد دلائل ہیں، یہاں اختصار کی وجہ سے چند دلائل ذکر کئے جارہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ (سورۃ الکوثر:۲) (نماز پڑھئے اپنے رب کے لئے اور قربانی کیجئے۔) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قربانی کرنے کا حکم (امر) دیا ہے، عربی زبان میں امر کا صیغہ عموماً وجوب کے لئے ہوا کرتا ہے۔ وَانْحَرْ کے متعدد مفہوم مراد لئے گئے ہیں مگر سب سے زیادہ راجح قول قربانی کرنے کا ہی ہے۔ اردو زبان میں تحریر کردہ تراجم وتفاسیر میں قربانی کی ہی معنی تحریر کئے گئے ہیں۔ جس طرح فَصَلِّ لِرَبِّکَ سے نماز عید کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے اسی طرح وَانْحَرْ سے قربانی کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ (اعلاء السنن) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص میں قربانی کرنے کی وسعت ہو پھر بھی قربانی نہ کرے تو (ایسا شخص) ہماری عیدگاہ میں حاضر نہ ہو۔ (مسند احمد ۲/۱۲۳، ابن ماجہ باب الاضاحی واجبۃ ھی ام لا، حاکم ۲/۹۸۳) عصر قدیم سے عصر حاضر کے جمہور محدثین نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر سخت وعید کا اعلان کیا ہے اور اس طرح کی وعید عموماً ترک واجب پر ہی ہوتی ہے۔

قربانی کرنے کی فضیلت: ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذی الحجہ کی ۱۰ تاریخ کو کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر محبوب اور پسندیدہ نہیں اور قیامت کے دن قربانی کرنے والا اپنے جانور کے بالوں، سینگوں اور کھروں کو لے کر آئے گا۔ (اور یہ چیزیں اجر وثواب کا سبب بنیں گی)۔ نیز فرمایا کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرفِ قبولیت حاصل کرلیتا ہے، لہذا تم خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔ (ترمذی: ۱/۱۸۰، ابن ماجہ)

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یہ قربانی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہمارے لئے اس میں کیا اجر وثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بال کے بدلے میں نیکی ملے گی۔ (ابن ماجہ، ترمذی، مسند احمد۔ الترغیب والترھیب) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص میں قربانی کرنے کی وسعت ہو پھر بھی قربانی نہ کرے تو (ایسا شخص) ہماری عیدگاہ میں حاضر نہ ہو۔ (مسند احمد ۲/۳۲۱، ابن ماجہ باب الاضاحی واجبۃ ھی ام لا، حاکم ۲/۳۸۹) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا اور اس عرصہ قیام میں آپ مسلسل قربانی فرماتے تھے۔ (ترمذی ۱/۱۸۲)

قربانی سے کیا سبق حاصل کریں: جانور کی قربانی کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے عظیم الشان عمل کو یاد کریں کہ دونوں اللہ کے حکم پر سب سے محبوب چیز کی قربانی دینے کے لئے تیار ہوگئے، لہذا ہم بھی احکام الٰہی پر عمل کرنے کے لئے اپنی جان ومال ووقت کی قربانی دیں۔ قربانی کی اصل روح یہ ہے کہ مسلمان اللہ کی محبت میں اپنی تمام نفسانی خواہشات کو قربان کردے۔ لہذا ہمیں من چاہی زندگی چھوڑ کر رب چاہی زندگی گزارنی چاہئے۔

ماحولیات کا تحفظ اور اسلامی تعلیمات

نثار احمد حصیر القاسمی

شادابی وہریالی رکھنے والی شئی، پیڑ پودے اور نباتات نیچرل وجود اور فطری عناصر کی برقراری میں اہم رول ادا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان پیڑ پودوں اور ہریالیوں کو عظیم نعمت قرار دیتے ہوئے احسان جتایا اور اس کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَهُوَ الَّذِىٓ اَنشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفاً اُكُلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهاً وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُواْ مِن ثَمَرِهِ إِذَا اَثْمَرَ وَآتُواْ حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلاَ تُسْرِفُواْ إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (سورہ انعام: ۱۴۱) (اور وہی ہے جس نے باغات پیدا کئے وہ بھی جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور وہ بھی جو ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن میں کھانے کی چیزیں مختلف طور کی ہوتی ہیں اور زیتون اور انار جو باہم ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے مشابہ نہیں بھی ہوتے، ان سب کے پھلوں میں سے کھاؤ جب وہ نکل آئے اور اس میں جو حق واجب ہے وہ اس کے کاٹنے کے دن دیا کرو اور حد سے مت گزرو یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔)

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں ان پیڑ پودوں میں سے بعض کے فوائد ومنافع بھی ذکر کئے اور اس سے مستفید ہونے کی طرف اشارہ کیا اور اسے ضیاع وبرباد کرنے سے بچنے کی تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِن طُورِ سَيْنَاءَ تَنبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْآكِلِيْنَ (المومنون: ۲۰) (اور وہ درخت جو طور سینا پہاڑ سے نکلتا ہے جو تیل نکالتا ہے اور کھانے والے کے لئے سالن ہے۔)

اس کے علاوہ اور بھی بے شمار آیتیں ہیں جن میں انواع واقسام کے درختوں، اس کی افادیت اور اس کے عظیم نعمت ہونے کا تذکرہ ہے، اسی طرح بے شمار احادیث نبویہ میں پیڑ پودوں کی اہمیت کا تذکرہ اور اس کی حفاظت کرنے کی تلقین کی ہے، کھیتی باڑی کرنے اور پودے لگانے سے متعلقہ حدیث کی کتابوں میں ایک مستقل کتاب ہے جو سینکڑوں ابواب پر پھیلا ہوا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ما من مسلم یغرس غرسا او یزرع زرعا فیاکل منه طیر او انسان او بهیمة الا کان له به صدقة (بخاری: ۱۴۲) (جس کسی بھی مسلمان نے کوئی درخت لگایا یا کوئی کھیتی کی جس سے پرندے، یا انسان یا چوپائے کچھ کھاتے اور اپنی بھوک مٹاتے ہیں، تو یہ اس کے لئے صدقہ ہوگا۔)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من کانت له ارض فلیزرعها، فان لم یزرعها فلیزرعها اخاه (مسلم) (جس کسی کے پاس قابل کاشت زمین ہو تو اسے اس میں ضرور کھیتی کرنی چاہیے، وہ اگر اس میں خود کھیتی نہ کرسکتا ہو تو دوسرے بھائی کو اس میں کھیتی کرنی چاہیے۔)

اسلام نے کھیتی کرنے، پودے لگانے اور درخت اگانے کی بڑی تاکید کی ہے، بلکہ عمر کے آخری لمحات اور آخری سانس چلتے وقت بھی اگر اس کا موقع ملے تو ایسا کر لینے کی ہدایت دی گئی ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ان قامت الساعة وفی ید احدکم فسیلة فان استطاع الا تقوم حتی یغرسها فلیغرسها۔ (بخاری: ۴۷۹) (اگر قیامت قائم ہو رہی ہو اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کوئی پودہ ہو اور وہ قیامت قائم ہونے سے پہلے پہلے اسے لگا سکتا ہو تو اسے لگا دینا چاہیے۔)

دوسری طرف اسلام نے کھیتوں کو تلف کرنے اور پیڑ پودوں کو برباد کرنے سے سختی سے منع کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے بگاڑ پیدا کرنے والوں اور مفسدین کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے: وَإِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِى الاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لاَ يُحِبُّ الفَسَادَ (البقرہ: ۲۰۵) (جب وہ لوٹ کر جاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی اور کھیتی اور نسل کی بربادی کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ فساد کو ناپسند کرتا ہے۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درختوں کو بلا وجہ کاٹنے اور پودوں کو اجاڑنے اور برباد کرنے سے سختی سے منع کیا اور سخت عواقب پر خبردار کیا ہے۔ ارشاد ہے: ''جس نے بیری یا کسی اور درخت کو بلاوجہ وبے فائدہ کاٹا تو اللہ تعالیٰ اس کے سر کو جہنم کی آگ میں جھونک دے گا''۔ اس تعلق سے تاریخ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس وصیت وہدایت کو محفوظ رکھا ہے جو انہوں نے اپنی فوج کو اس وقت دی تھی جب انہیں ملک شام فتح کرنے کی مہم پر روانہ کیا تھا۔ خلیفہ اول نے اپنی فوج اور فوج کے سربراہ کو کہا تھا: لا تعقروا نخلا ولا تحرقوه ولا تقطعوا شجرة مثمرة، ولا تذبحوا شاة ولا بقرة ولا بعیرا الا لما كله (تاریخ الطبرانی) (کسی کھجور کے درخت کو نہ کاٹنا نہ نذر آتش کرنا، نہ ہی کسی پھل دار درخت کو کاٹنا اور نہ کسی دودھ دینے والی گائے، بکری اور اونٹ کو ذبح کرنا، سوائے کھانے کیلئے۔)

اس ہدایت ووصیت سے بھی یہ بات آشکارا ہوتی ہے کہ اسلام نے اس کرۂ ارضی پر موجود زندگی کی حفاظت کرنے کی دعوت دی اور پیڑ پودے، جانور وچوپائے اور چرند وپرند کی حفاظت کرنے کی تاکید کی اور انہیں نقصان پہنچانے اور نیست ونابود کرنے سے منع کیا ہے، اس اعتبار سے کہا جاسکتا ہے کہ اسلام نے گویا ان کی حفاظت ونگہداشت کا قانون بنایا ہے، اسلام کا بنایا ہوا یہ قانون ان لوگوں کے برعکس ہے جو ماحولیات کی حفاظت کے نام پر ماحول کو برباد وآلودہ اور تباہ کررہے ہیں اور ہر طرح کی قتل وغارت گری، قطع وبرید اور آگ زنی ونذر آتش کرنے کے عمل کو اپنے لئے جائز قرار دے رکھا ہے، یہی ایک گوشہ اسلام کی عظمت وبلندی کو سمجھنے کیلئے کافی ہے۔ تھوڑا بھی عقل وشعور رکھنے والا اور اپنی آنکھوں پر پڑے تعصب کے پردوں کو ہٹا کر نگاہ دوڑانے والوں کیلئے یہ سمجھنا آسان ہے کہ دنیا کے تمام آسمانی وخودساختہ وانسانی ہاتھوں کے بنائے قانون سے اسلام کا قانون برتر، فطری اور ناقابل تسخیر اور ہر زمانے کے تقاضوں کے مطابق ہے، اور سلام ہی ماحولیات کے تحفظ کا صحیح وموثر محافظ ہے، آج سائنس وٹکنالوجی کافی ترقی کرچکی ہے اور اس ترقی کیساتھ ہی پیڑ پودوں اور ہریالیوں کی زندگیاں خطرے میں پڑگئی ہیں کہ اس ترقی کے نام پر ماحولیات کو تباہ کیا جارہا ہے، درختوں کو کاٹا جارہا ہے، جنگلوں کو اجاڑا اور ہریالیوں کو ویرانے وبنجر صحراؤں میں تبدیل کیا جارہا ہے، اور کیڑا مار دواؤں اور کیمیکل کے ذریعہ گھاسوں اور چھوٹے جانداروں کو ناپید کیا جارہا' پہاڑوں کو کاٹ کر کالونیاں تعمیر کی جارہی ہیں اور ندی نالیوں کے راستوں کو مسدود کیا جارہا ہے، جبکہ ان کی موجودگی انسانوں اور ماحولیات کے لئے ضروری تھی۔ اسلام نے ماحولیات کی حفاظت، راستوں، گلیوں اور سڑکوں کی صفائی اور گھروں کو صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ان اللّٰه طیب یحب الطیب النظیف یحب النظافة، کریم یحب الکرم، جواد یحب الجود، فنظفوا افنیتکم لا تشبهوا بالیهود (ترمذی) (اللہ اچھا ہے اچھوں کو پسند کرتا ہے، پاک وصاف ہے، پاکی وصفائی کو پسند کرتا ہے، مہربان ہے مہربانی کو پسند کرتا ہے، سخی ہے، سخاوت کو پسند کرتا ہے، تو اپنے گھر کے صحن اور اردگرد کو صاف ستھرا رکھو اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو۔)

ماحول کی صفائی وستھرائی اور اس سے گندگی وتکلف دہ چیزوں کو دور کرنے پر ملنے والے ثواب کی وضاحت کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس راہ میں جو کوئی عمل کرتا ہے، خواہ کتنا ہی معمولی اور حقیر سا ہی عمل کیوں نہ ہو اللہ اس کو بھرپور بدلہ دے گا، یہاں تک کہ اگر کوئی راستے سے کانٹے کو ہی ہٹائے گا، تو اس پر وہ اللہ کی طرف سے اجر وثواب کا مستحق قرار پائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: بینما رجل یمشی بطریق وجد غصن شوک علی الطریق فاخره، فشکره اللّٰه له فغفر له (بخاری ومسلم) (اسی دوران کہ کوئی شخص راستہ پر چل رہا ہو اور اس نے کانٹے کی ٹہنی راستے پر پایا اور اسے ہٹا دیا تو اللہ اس کا شکریہ ادا کرتا پھر اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔)

بلکہ روایتوں میں آتا ہے کہ اگر کوئی شخص گذرگاہوں سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹاتا اور دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بدلے میں جنت عطا فرماتا ہے، ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لقد رایت رجلا یتقلب فی الجنة فی شجرة قطعها من ظهر الطریق کانت تؤذی المسلمین. (مسلم) (میں نے جنت میں ایک شخص کو محض ایک درخت کاٹنے کی وجہ سے گھومتے دیکھا جو بیچ راستے میں تھا اور اس سے مسلمانوں (دوسروں) کو تکلیف ہوتی تھی۔)

ماحول کو گندگی وآلودگی سے بچانے اور اس کی حفاظت کرنے کے مقصد سے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں سے منع کیا ہے، جس کی وجہ سے کرنے والا لعنت کئے جانے کا مستحق بنتا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اتقوا الملاعن الثلاث، البراز فی الموارد، وقارعة الطریق، والظل (ابوداؤد وابن ماجہ) (تین لعنت کئے جانے کے قابل عمل سے بچو، یعنی پانی کے گھاٹ (جہاں سے پانی لیتے ہیں) راستے کے کنارے اور سائے میں بول وبراز کرنے سے' جس طرح مادی وجسمانی ایذارسانی سے لوگوں کو منع کیا گیا ہے اسی طرح صوتی ایذارسائی سے بھی منع کیا گیا ہے۔)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاقْصِدْ فِىْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ إِنَّ اَنكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ (سورہ لقمان: ۱۹) (اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر، اور اپنی آواز پست کر یقیناً آوازوں میں سب سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے۔) اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں بول وبراز کرنے سے بھی منع فرمایا ہے، جس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ پانی صاف ستھرا اور قابل استعمال برقرار رہے، وہ خراب وبدبودار ومتعفن اور ناقابل استعمال نہ ہوجائے کہ اس میں مکھی، مچھر اور دوسرے مضر حشرات وجراثیم کی افزائش ہو اور آلودگی کی وجہ سے ایسی بیماریاں پیدا ہوں جو انسانوں کے لئے نقصان دہ ہوں بلکہ دوسرے جانوروں اور دیگر جانداروں کیلئے بھی مضر ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: لا یبولن احدکم فی الماء الراکد ثم یغتسل فیه (بخاری) (تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے کہ پھر اس میں غسل کرنے کی حاجت اسے پیش آجائے۔)

ذخیرہ احادیث پر نظر ڈالنے سے ہمیں اس بات کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام نے انسانی زندگی اور جانداروں وپودوں کی حفاظت کرنے اور صحت وتندرسی پر توجہ دیتے رہنے کی بڑی تاکید کی اور اسے دوسری مخلوقات پر فوقیت وفضیلت بخش کر اس کی تکریم کی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىٓ آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلاً (سورہ اسراء: ۷۰) (یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر انہیں فضیلت عطا فرمائی۔)

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کیلئے ساری کائنات اور آسمانوں وزمین اور اس کی موجودات کو مسخر کردیا ہے، یہ اتنی بڑی نعمت ہے جس کا نہ اندازہ کیا جاسکتا اور نہ اسے شمار کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِى السَّمَاوَاتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً وَّمِنَ النَّاسِ مَن يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلاَ هُدًى وَّلاَ كِتَابٍ مُّنِيْرٍ (سورہ لقمان: ۲۰) (ترجمہ: کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی ہر چیز کو ہمارے کام میں لگا رکھا ہے اور تمہیں اپنی ظاہری وباطنی نعمتیں بھرپور دے رکھی ہیں، بعض لوگ اللہ کے بارے میں بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر روشن کتاب کے جھگڑا کرتے ہیں۔)

ان اسلامی تعلیمات کا تقاضا بلکہ ہمارا فریضہ ہے کہ ہم ماحول کی حفاظت میں اپنا رول ادا کریں، صاف ستھرے رہیں اور گردوپیش کو صاف رکھیں، حکومت وقت کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ انسانی ودیگر موجودات کی زندگی کی حفاظت میں اپنی ذمہ داری نبھائے، آج طرح طرح کی بیماریاں پھیل رہی ہیں، ہمارے ملک وشہر میں ڈینگو اور اس جیسے خطرناک بخار اور دوسری بیماریوں کا دور دورہ ہے جس کا سبب مچھر بتایا جاتا ہے، اور یہ وائرس ومچھر ایسے پانی جمع ہونے کی جگہوں میں پلتے ہیں جسے ہم نے گندا اور متعفن کردیا ہے، اس طرح کی بیماریوں کے سدباب کے لئے علاج وادویہ دریافت کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے بنیادی اسباب کا ازالہ کرنا چاہیے، ان اسباب وعوامل کا ازالہ کئے بغیر محض دواؤں کی ایجاد ومفید وکارگر وموثر ثابت نہیں ہوں گی۔

گوشت خوری

مولانا محمد احمد سجادی شعبۂ دعوۃ امارت

اللہ رب العزت نے انسانی زندگی کا دارو مدار تین چیزوں پر رکھا ہے ؛(۱) ہوا؛ جسے انسان بطور سانس کے استعمال کرتا ہے، انسان ہوا کے بغیر پل بھر بھی زندہ نہیں رہ سکتا ہے، (۲) پانی کا بھی انسان زندگی کی بقا میں اہم کردار ہے، انسان اس کے بغیر کچھ دنوں تک تو زندہ رہ سکتا ہے، مگر زیادہ دنوں تک نہیں رہ سکتا، (۳) غذا، یہ جسم میں طاقت پیدا کرنے اور اسے تروتازہ رکھنے میں مدد کرتی ہے۔

پہلی دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی عام نعمت ہیں، جو ہر جاندار کو حاصل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کھانے والی چیزوں کی دو قسمیں بنائی ہیں ؛(۱) حلال؛ جیسے ساگ سبزی، پھل، اناج اور متعینہ جانوروں کا گوشت، (۲) حرام: جیسے ہر نوکیلے دانتوں والے جانوروں کا گوشت جیسے شیر، چیتا، وغیرہ، اسی طرح وہ حلال جانور جس پر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو سوائے مچھلی اور ٹڈی کے، اسی طرح وہ غذا جو حرام طریقہ سے حاصل کی گئی ہو، مگر یہاں وہ زیر بحث نہیں ہے، زیر نظر مضمون میں ہم نے انسانوں کی خوراک میں سے اہم ترین غذا گوشت کے بارے میں بحث کی ہے اور اس کے مختلف پہلوؤں کو قارئین کے سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔

انسانوں میں دو طرح کے لوگ ہیں، ایک وہ جو صرف ساگ سبزی، اناج اور پھل پر اپنی زندگی گزارتے ہیں، اور کسی بھی جاندار کو اپنے کھانے کے لیے یا پھر، مطلقاً مارنے کو گناہ سمجھتے ہیں، ایسے لوگ شاکاہاری (سبزی خور) کہلاتے ہیں، دوسرے وہ لوگ ہیں جو ساگ سبزی کے علاوہ گوشت بھی کھاتے ہیں، خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم ایسے لوگ مانساہاری (گوشت خور) کہلاتے ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ مسلمان صرف حلال جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں اور وہ بھی اس وقت جب اسے شرعی طور پر ذبح کیا گیا ہو، جبکہ ہمارے غیر مسلم بھائی گوشت کے استعمال میں حلال وحرام کی تمیز نہیں کرتے، کیوں کہ ان کے یہاں ایسا کوئی قانون نہیں ہے کہ فلاں جانور کا گوشت حلال ہے اور فلاں کا حرام، ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ بھی عموماً انہیں جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں، جن کا مسلمان کھاتے ہیں، البتہ غیر مسلموں کے بعض طبقے جس جانور کا چاہتے ہیں گوشت کھا لیتے ہیں، چوہے، بلی سانپ چھچھوندر تک کا گوشت کھاتے ہیں۔ عام طور پر شمالی ہند کے غیر مسلموں میں گائے کو احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور اس کا گوشت کھانا وہ روا نہیں سمجھتے، یہاں گائے کا تعلق ہندوؤں کے مذہبی جذبات وعقیدت سے ہے، لیکن شمالی ہند کے بعض قبائلی غیر مسلمین اور جنوبی ہند و شمال مشرقی ہند کے غیر مسلموں میں عمومی طور پر گائے کا گوشت کھانے کا رواج ہے، یہاں تک کہ بعض علاقوں میں جیسے گوا، ناگالینڈ، میگھالیہ، میزورم اور کیرالہ وغیرہ کے غیر مسلموں میں گائے کا گوشت کھانے کا تناسب مسلمانوں سے بھی زیادہ ہے۔ اور کٹر ہندو حکومتیں بھی وہاں گائے کے گوشت پابندی نہیں لگاتی ہیں، مثال کے طور پر گوا اور منی پور میں بی جے پی کی حکومت ہونے کے باوجود وہاں گائے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

بعض غیر مسلم بھائی مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ جس طرح مسلمان گائے، بکرے اور مرغ کا گوشت کھاتے ہیں اسی طرح شیر چیتا اور دیگر جنگلی درندوں کا گوشت کیوں نہیں کھاتے، جب کہ جانور ہونے میں تو سب برابر ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ ہر غذا کا اپنا ایک اثر ہوتا ہے اور ڈاکٹری رپورٹ بھی یہی کہتی ہے کہ غذا اپنے اعتبار سے انسان کے اندر اثر چھوڑتی ہے، اب اگر کوئی انسان شیر اور چیتے وغیرہ کا گوشت کھائے گا تو ظاہر ہے کہ اس کے اندر بھی درندگی والی صفت پیدا ہو جائے گی، جو انسانی صحت اور سماج دونوں کے لیے مضر ثابت ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چیتے اور شیر کی کھال پر بیٹھنے سے بھی منع کیا ہے، چہ جائیکہ اس کا گوشت کے کھانے کی اجازت دی جائے۔ کیوں کہ گوشت خوری کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنی بھوک مٹانے کے لیے حلال جانوروں کے گوشت کا انتخاب کرے، جو اس کے جسم کے لیے بھی مفید ہو اور اس کے اندر درندگی والی صفت بھی پیدا نہ کرے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے صرف انہیں جانوروں کے گوشت کو کھانے کی اجازت دی ہے جو انسانی جسم کے لیے فائدہ مند ہیں۔ اور جن جانوروں کا گوشت انسانی صحت کے لیے مضر ہے اس سے انہیں روک دیا ہے۔ اور جہاں تک محض گوشت کے استعمال کی بات ہے تو اس میں سب شریک ہیں، خواہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم، بلکہ میرا یہ کہنا ہے کہ مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ دوسری قوموں کے لوگ گوشت کھانے اور کھلانے میں شریک ہیں۔ اگر ہم ان کی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کریں تو یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ گوشت خوری کا رواج نہ صرف ہندوؤں کے مذہبی عقائد کا حصہ رہا ہے بلکہ بعض جگہوں پر تو وہ ان کے شعائر میں شامل ہے۔ ہندوؤں کی مذہبی وقانونی کتاب منوسمرتی میں لکھا ہے کہ جو شخص شراد (یعنی مرنے کے بعد جو دعوت ہوتی) کے موقع پر گوشت نہیں کھاتا ہے تو وہ مرنے کے بعد اکیس جنم تک جانور بن کر پیدا ہوتا ہے۔ (منوسمرتی ادھیائے ۵، اشلوک ۳۶) اسی طرح دوسری جگہ منوسمرتی ہی میں لکھا ہے کہ ''ہر دن کھائے جانے والے جانوروں کو کھانے والا انسان گنہگار نہیں کہلائے گا، کیوں کہ کھانے والے انسان اور کھائے جانے والے جانور دونوں کو ایشور نے ہی پیدا کیا ہے'' (منوسمرتی ادھیائے ۵، اشلوک ۳۰)۔ بدھ مذہب کے بانی گوتم بدھ کی سوانح میں لکھا ہے کہ گوتم بدھ نے بالکل جوان خنزیر کا گوشت کھایا تھا، اور یہ وہ وقت تھا جب وہ کسی کے یہاں مہمان بنے تھے۔'' (بھگوان بدھ صفحہ ۳۶۲) اور جین مذہب کے آخری تیرتھنکر (پیشوا) مہاویر کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ اس نے اپنے ایک خادم کو بھیج کر بلی کی ماری ہوئی مرغی کا گوشت لانے کو کہا تا کہ وہ اسے کھائے (بھگوان بدھ صفحہ ۳۶۸) یہودیوں اور عیسائیوں کے یہاں بھی گوشت کھانے کے سلسلہ میں کوئی ممانعت نہیں ہے، بلکہ وہ تو خنزیر تک کا گوشت کھا لیتے ہیں۔ مذکورہ بالا حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ گوشت خوری صرف مسلمان ہی نہیں کرتے بلکہ دوسرے مذاہب والے بھی کثرت سے اس کا استعمال کرتے ہیں حتی کہ بدھ اور جین مذہب جس میں جیو ہتیا (کسی مخلوق کو قتل کرنا) اور تشدد کی حرمت مذہبی بنیاد میں شامل ہے، اس کی تاریخ میں بھی گوشت خوری کا ثبوت ملتا ہے بلکہ ان کے مذہب کے بانیوں سے ہی گوشت خوری ثابت ہے۔

اب اگر کوئی غیر مسلم بھائی یہ کہے کہ ہمارے یہاں گوشت کھانا حرام ہے تو منوسمرتی کے مذکورہ بالا اشلوک ان کے خلاف دلیل ہو گی، دوسری طرف ہمارے ہندو بھائیوں کا ظاہری عمل بھی اس کے خلاف ہے۔ کیوں کہ یہ لوگ بھی گوشت کھاتے ہیں، خواہ کسی بھی جانور کا ہو۔

دراصل غیر مسلم لوگ گوشت خوری کو مذہبی نقطہ سے دیکھتے ہوئے اسلام پر اعتراض کرتے ہیں کہ مذہب اسلام نے انہیں صرف گوشت خوری ہی سکھائی ہے۔ ان کا یہ اعتراض بیجا ہے، کیوں کہ گوشت کھانے کا تعلق مذہب سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق موسم، حالات اور علاقہ سے ہے، جس علاقہ کے لوگ اور وہاں کا موسم گوشت کے موافق ہوتا ہے وہاں گوشت کھانے والوں کی کثرت ہوتی ہے، اور جہاں ایسا نہیں ہے وہاں گوشت کم کھایا جاتا ہے، جس سرزمین پر قرآن کریم نازل ہوا وہاں زمین سے سبزیوں کا اگانا مشکل تھا، کیوں کہ وہ ریتلی زمین تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حلال کے جانوروں کے گوشت کھانے کی اجازت دی اور گوشت ان کی غذا بن گئی، اور آج بھی عرب میں گوشت کا استعمال اسی فیصد سے زیادہ ہوتا ہے اور بیس ہی فیصد سبزیوں کا استعمال ہوتا ہے، اس کے برخلاف ہمارے ہندوستان میں اسی فیصد پیداوار سبزیوں کی ہے، اس لیے بیس فیصد ہی یہاں گوشت کا استعمال ہوتا ہے، اسی طرح سرد علاقوں میں سردی سے بچنے کے لیے گوشت کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے۔ عرب اور ہندوستان کا موسم الگ الگ ہے، وہاں گوشت کا استعمال کتنا بھی ہو لوگ بیمار کم پڑتے ہیں؛ برخلاف ہندوستان کے کہ یہاں کا موسم کثرت سے گوشت کھانے کے لیے سازگار نہیں ہے۔ نیز عرب میں سبزیوں کے کمیاب ہونے کی وجہ سے گوشت کھانا ان کی مجبوری ہے۔ اور ہندوستان میں ایسا نہیں ہے۔ لہٰذا معلوم یہ ہوا کہ گوشت کا تعلق مذہب سے نہیں بلکہ موسم اور علاقہ سے ہے۔ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق اکہتر فیصد لوگ گوشت کھاتے ہیں، جب کہ سرکاری اعداد وشمار اور مردم شماری کے اعتبار سے ہندوستان میں مسلمان صرف 14.2 فیصد ہیں، تو باقی گوشت کھانے والے ظاہر ہے دوسرے مذاہب کے لوگ ہی ہوں گے۔ رہ گئی بات جذباتیت کی تو یہ گوشت کے اثر سے نہیں ہے، ورنہ کیا وجہ ہے کہ ہمارے ہندو بھائی گوشت کم کھاتے ہیں پھر بھی لڑائی جھگڑے پر ہمیشہ اتارو رہتے ہیں، کبھی گائے کے نام پر اور کبھی رام مندر اور لو جہاد کے نام پر جگہ جگہ دنگا فساد برپا کرتے رہتے ہیں، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ان کی عقل اس بات کو تسلیم کرتی کہ جس چیز کو اللہ نے ہمارے کھانے کے لیے پیدا کیا ہے، اسے وہ پوجنے کیوں لگے ہیں، جس انسان کو ہمارا بھائی قرار دیا گیا ہے اس سے لڑنے کیوں لگے ہیں۔ یہی محاسبہ اور یہی سوچ ہمارے غیر مسلم بھائیوں کے اندر مزاجی تبدیلی لا سکتی ہے۔

یہاں پر دوسرا سوال یہ ہے کہ مسلمان گائے کا گوشت کیوں کھاتے ہیں، جب کہ اس عمل سے ہندو بھائیوں کے دلوں کو ٹھیس پہونچتی ہے، تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ ہندو بھائیوں کی کسی بھی مذہبی کتاب میں گائے کے گوشت کھانے کی ممانعت نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ ماضی میں خود ہمارے ہندو بھائی گائے کا گوشت کھایا کرتے تھے، خصوصاً تہواروں میں اور مہمانوں کے لیے گائے کا گوشت ان کے یہاں خوب استعمال ہوتا تھا، پھر جب گایوں کی تعداد کم ہونے لگی اور لوگوں کو اس کا دودھ ملنا بند ہونے لگا، نیز برہمنوں کو بھی چونکہ گائیں بطور تحفہ دی جاتی تھیں، اس لیے برہمنوں نے اس کے قتل پر روک لگانا شروع کر دیا اور اس کے قتل کے جرم کو مذہب سے جوڑ دیا، دھیرے دھیرے گاؤکشی بند ہوگئی۔ دیو مالائی روایتوں کے مطابق گائے کو ماتا کا درجہ تب ملا جب اس نے بچپن میں بھوک سے روتے ہوئے شری کرشن جی کو ان کے منہ میں اپنا تھن لگا کر ماں کی طرح دودھ پلایا، اور چونکہ شری کرشن جی ان کے مذہبی پیشوا مانے جاتے ہیں، اس لیے اس عمل کی وجہ سے لوگ گائے کی عزت کرنے لگے۔

اگر ہم آج بھی ملک میں گوشت کے کارخانوں کی بات کریں تو ہندوستان میں بڑے بڑے گوشت کے کارخانے ایسے ہیں، جہاں پر گائے اور دوسرے جانوروں کو غیر شرعی طور پر مار کر اس کے گوشت کو باہر بھیجا جاتا ہے اور یہ جتنی بڑی بڑی بیف اکسپورٹ کی کمپنیاں ہندوستان میں ہیں، ان سب کے مالک ہمارے ہندو بھائی ہیں، اور اس بزنس میں خصوصاً مدراس کے ہندو بھائی کافی پیش پیش ہیں۔ ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ ان کمپنیوں میں گائے کے گوشت کا بزنس نہیں کیا جاتا، مگر یہ غلط ہے، کیوں کہ آئے دن ایسے ایسے ویڈیوز وائرل ہو رہے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کمپنیوں میں گائے کا گوشت ایکسپورٹ کیا جاتا ہے۔ اور ان بڑی بڑی کمپنیوں کے نام اسلامی انداز کے ہیں تا کہ لوگوں کو دھوکہ میں رکھا جا سکے، اور مسلمانوں کو بدنام کیا جا سکے، جیسے ''الکبیر پرائیویٹ لمٹیڈ'' یہ کمپنی تلنگانہ میں واقع ہے، اس کے مالک کا نام ستیش اگروال ہے، اسی طرح ''عربین ایکسپورٹ پرائیویٹ لمٹیڈ'' کے مالک کا نام سنیل کپور ہے، ''النور ایکسپورٹرس'' کے مالک سنیل سوم ہیں۔ یہ وہ کمپنیاں ہیں جو گائے کا گوشت بیرون ملک میں بھیجنے کا کام کرتی ہیں، جن کے نام تو اسلامی ہیں، لیکن کاروبار ان کا اپنا ہو رہا ہے، گویا یہ لوگ جرم خود کرتے ہیں اور الزام مسلمانوں پر ڈال دیتے ہیں، کہ مسلمان گائے ذبح کر کے ہمارے جذبات سے کھیلتے ہیں، لہٰذا ان پر روک لگائی جائے۔ گائے کے تحفظ کے نام پر مسلمانوں کے جان ومال کا نقصان کرتے ہیں، ماب لنچنگ کے ذریعہ ان کو قتل کر دیتے ہیں، آج گائے کے نام پر قتل وغارت گری کا بازار گرم ہو چکا ہے، جانور کا خون انسان کے خون سے زیادہ قیمتی اور محترم ہو گیا ہے، ایسے لوگوں کو دیکھ کر یہ کہنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے کہ ''گنگا تو خود آپ نے بہا رکھی ہے، اب اگر اس بہتی گنگا میں کوئی مسلمان ہاتھ دھولے تو پریشانی اس بات سے ہوتی ہے کہ مسلمان ہماری گنگا سے فائدہ کیوں اٹھا رہے ہیں، فکر اس بات کی کیوں نہیں ہوتی کہ ہم گنگا کیوں بہا رہے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ نے انسانوں کے اندر سبزیوں کے ساتھ ساتھ گوشت خوری کی بھی خواہش رکھی ہے، یہ الگ بات ہے کہ کسی مجبوری کی بنا پر انسان گوشت کھانا چھوڑ دیتا ہے، مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ گوشت کھانے کی اسے خواہش پیدا نہیں ہوتی، اس لیے گوشت خوری کا الزام مسلمانوں پر لگا کر طعن وتشنیع کرنا قطعاً درست نہیں ہے۔

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

ترکی لیرا بحران سے مضبوطی کے ساتھ ابھرے گا: برات البیراک

ترکی کے وزیر خزانہ برات البیراک نے جمعرات کو سرمایہ کاروں اور ماہرین اقتصادیات کی کانفرنس میں بین الاقوامی سرمایہ کاروں کو یقین دہانی کراتے ہوئے کہا کہ ترکی لیرا بحران سے مضبوطی کے ساتھ ابھرے گا، بینک سے اچھے اشارے مل رہے ہیں، ترکی امریکہ کے ساتھ جاری کشیدگی اور تنازعہ کے باوجود اس بحران سے باہر نکل آئے گا۔ انہوں نے کہا کہ ترکی گھریلو چیلنجوں کو مکمل طور پر سمجھتا ہے لیکن اسے مارکیٹ کی بدنظامی کا سامنا کرنا ہے۔ امریکہ نے ترکی کے دھات درآمدات پر درآمداتی ٹیکس کو دوگنا کردیا ہے۔ امریکہ ترکی پر زیادہ اقتصادی پابندیوں کو عائد کرنے پر غور کررہا ہے۔ دنیا کے کئی دیگر ممالک نے بھی اسی طرح کی امریکی اقتصادی پابندیوں کا سامنا بھی کیا ہے۔ ترکی بھی جرمنی، روس اور چین کی طرح اس جیسے بحران سے باہر آجائے گا۔ ترکی کا بین الاقوامی مالیاتی فنڈ سے قرض لینے کے لئے یا بیرون ملک غیر ملکی سرمایہ کے بہاؤ کو کنٹرول کرنے کی کوئی منصوبہ نہیں ہے۔ (یواین آئی)

ویٹکن کا پادریوں کے ذریعہ جنسی استحصال پر ''شرم اور افسوس'' کا اظہار

پنسلوانیا میں پادریوں کے ذریعہ بچوں کے جنسی استحصال کی امریکی جیوری کی رپورٹ جاری ہونے کے بعد ویٹکن سٹی نے جمعرات کو اس پر اپنے ''شرم اور افسوس'' کا اظہار کیا۔ امریکی عدلیہ نے منگل کو اپنی رپورٹ جاری کی تھی جس میں امریکی ریاست پنسلوانیا میں کیتھولک چرچ کے ۳۰۱/ پادریوں کے ذریعہ گزشتہ ۷۰/ برسوں میں بچوں کے جنسی استحصال کا معاملہ اجاگر ہوا تھا۔ یہ رپورٹ آنے کے بعد تمام ممالک حیران ہیں اور پوری دنیا میں پادریوں کے اس سیاہ کارنامہ کی شدید مذمت کی جارہی ہے۔ (یواین آئی)

سعودی عرب شام کو دس کروڑ ڈالر کی امداد دے گا، امریکہ کا خیر مقدم

امریکہ نے جمعرات کو سعودی عرب کی طرف سے شام کو دی جانے والی رقم دس کروڑ ڈالر کی امداد کا خیر مقدم کیا ہے۔ امریکہ نے کہا ہے کہ سعودی عرب شام میں دہشت گردی تنظیم (آئی ایس) سے آزاد کرائے گئے علاقوں میں بازآبادکاری کے کام کیلئے یہ امدادی رقم فراہم کرے گا۔ اس سے امریکہ کی بیرون ملکوں کی دی جانے والی امدادرقم کی بچت ہوگی۔ امریکی وزیر خارجہ کے بیان میں کہا گیا کہ ''بحران کے وقت بازآبادکاری کے کام کے لئے دی جانے والی یہ شراکت اہم ہے۔ اس مہم میں یہ وقت اہم ہے''۔ امریکہ نے ایک طرف سعودی عرب کی جانب سے شام کو دی جانے والی امداد کا خیر مقدم کیا اور دوسری طرف، امریکہ کے اتحادی ممالک سے شام میں سلامتی اور استحکام کی بحالی کے لیے کوشش کرنے کی اپیل کی۔ (یواین آئی)

لاشوں کو محفوظ رکھنے کا قدیم مصری نسخہ دریافت

۳۵۰۰۔۳۷۰۰/قبل مسیح کی ایک ممی پر فورنزک کیمیائی ٹیسٹ کیے گئے جس سے سائنس دانوں کو لاشوں کو صحیح حالت میں محفوظ رکھنے کی ترکیب کے بارے میں پتہ چلا اور اس بات کی بھی تصدیق ہوئی ہے کہ اس ترکیب کو بہت پہلے اور بڑے پیمانے پر استعمال کیا جاتا تھا۔ اس حنوط شدہ لاش کو اٹلی کے شہر ٹیورن کے مصری عجائب گھر میں رکھا گیا ہے۔ یہ تحقیق آرکیالوجیکل سائنس نامی جریدے میں شائع کی گئی ہے۔ یونیورسٹی آف یارک کے ماہر آثار قدیمہ ڈاکٹر سٹیون بکلے نے میڈیا کو بتایا کہ یہ حنوط شدہ لاش اصل میں اس نسخے کا پتہ دیتی ہے جو مصری چار ہزار برسوں سے لاشوں کو محفوظ کرنے کے لیے استعمال کررہے تھے۔ ڈاکٹر بکلے کے مطابق ''لاشوں کو حنوط کرنے کا سلسلہ ۲۶۰۰/قبل مسیح شروع ہوا۔ یہ وہی زمانہ ہے جب بڑے ہرم کی تعمیر شروع ہوئی تھی۔ (بی بی سی لندن)

سویڈن: ہاتھ نہ ملانے والی مسلمان خاتون نے مقدمہ جیت لیا

سویڈین میں ایک مسلمان خاتون نے ہاتھ ملانے سے انکار کرنے پر انٹرویو ختم کیے جانے پر متعلقہ کمپنی کے خلاف ہرجانے کا مقدمہ جیت لیا ہے۔ فرح الاجہ ایک مترجم کی نوکری کے لیے انٹرویو دینے گئی تھیں انھوں نے انٹرویو لینے والے شخص سے ہاتھ ملانے سے انکار کردیا تھا۔ انھوں نے ہاتھ ملانے کے بجائے اپنے ہاتھ کو اپنے سینے پر رکھ کر انٹرویو لینے والے کے سلام کو جواب دیا تھا۔ سویڈن کی لیبر کورٹ نے متعلقہ کمپنی کو حکم دیا ہے کہ وہ فرح کو ۴۰/ ہزار کرونے یا ۴۳۵۰/امریکی ڈالر بطور معاوضہ ادا کریں۔ عدالت نے کمپنی کے اس اقدام کو امتیازی سلوک قرار دیا ہے۔ سویڈن میں محتسب کا ادارہ فرح کی جانب سے کیس لڑرہا تھا۔ ادارے نے کہا ہے کہ یہ فیصلہ ملک میں مذہبی آزادی کے تحفظ کو برقرار رکھنے کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ (بی بی سی لندن)

کابل میں خودکش حملہ؛ ۴۸/افراد ہلاک

کچھ دِنوں سے افغانستان کے مختلف حصوں میں سنگدلانہ نوعیت کے حملوں کا سلسلہ جاری ہے اور شدید لڑائی ہورہی ہے۔ بدھ کے روز کابل کے ایک تعلیمی ادارے پر خودکش حملہ ہوا جس میں تقریباً ۵۰/افراد ہلاک ہوئے، جو کہ افغان سکیورٹی فورسز کے لیے کڑا امتحان تھا۔ یہ دھماکہ ''موعود اکیڈمی'' پر ہوا، جو شیعہ اکثریت والے قصبے میں واقع ہے۔ یہ دھماکہ اُس وقت ہوا جب طالب علم یونیورسٹی میں داخلے کا امتحان دے رہے تھے۔ افغان طالبان نے اس میں ملوث ہونے کی تردید کی ہے۔ اس سے قبل کابل میں شیعوں کے خلاف ہونے والے حملوں کی داعش ذمے داری قبول کرتا رہا ہے۔ ایک روز قبل، طالبان صوبۂ فریاب کے قریب واقع ایک اور فوجی اڈے پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوئے۔ حکام نے کہا ہے کہ فوجی اڈے پر ۷۰/ میں سے ۴۰/فوجیوں نے ہتھیار ڈالے۔ (وائس آف امریکہ)

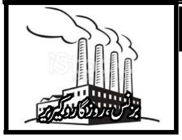

حج بھون پٹنہ میں کوچنگ کی درخواست دینے کی آخری تاریخ یکم ستمبر تک

محکمہ اقلیتی فلاح، حکومت بہار کی سرپرستی میں حج بھون کا شعبہ کوچنگ وگائڈنس کے ذریعہ بی پی ایس سی کی ۶۴/ویں ابتدائی مخلوط معابلہ جاتی (PT) امتحان ۲۰۱۸ء کی مفت رہائشی کوچنگ کیلئے درخواست پر کرنے کا سلسلہ جاری ہے، درخواست جمع کرنے کی آخری تاریک یکم ستمبر ۲۰۱۸ء ہے۔ پروگرام کے مطابق ڈاخلہ ٹیسٹ ۳/ستمبر ۲۰۱۸ء کو اور کلاس کا آغاز ۸/ستمبر ۲۰۱۸ء سے ہوگا۔ درخواست حج بھون، ۳۴/علی امام پتھ ہارڈنگ روڈ، پٹنہ واقع ریاستی حج کمیٹی کے دفتر میں مورخہ یکم ستمبر ۲۰۱۸ء تک جمع کی جا سکتی ہے۔ درخواست پُر کرنے کے لئے طلباء وطالبات درخواست فارم کو بہار ریاستی حج کمیٹی کی ویب سائٹ www.biharstatehajcommittee سے ڈاؤن لوڈ کرکے بھی استعمال کرسکتے ہیں۔ (ایجنسی)

مسلم نوجوانوں کی سرکاری ملازمتوں میں بحالی کے لیے علماء وائمہ آگے آئیں: محمد شبلی القاسمی

یہ بات کسی صاحب فہم پر مخفی نہیں ہے کہ اس ملک میں مسلمانوں کی حالت تعلیمی، معاشی واقتصادی اعتبار سے دلتوں اور پسماندہ ترین طبقوں سے بھی کمزور ہے، سرکاری نوکریوں، پولیس، انتظامیہ اور پالیسی ساز اداروں میں ان کی حصہ داری صفر کے قریب ہے، جو پوری ملت کے لیے بے چینی اور تشویش کا سبب ہے۔ اس صورت حال میں جہاں حکومت اور حکومتی اداروں کی متعصّبانہ ذہنیت کارفرما ہوتی ہے، وہیں ہماری اپنی لاپرواہی اور بے فکری بھی کم ذمہ دار نہیں ہے۔ ہمارے نوجوان نوکریوں کو حاصل کرنے کی کوشش میں ویسی سرگرمی نہیں دکھاتے، جیسی ان کو دکھانی چاہئے، ویکنسی اور نئی بحالیوں کی تاریخوں، مقابلہ جاتی امتحانوں پر ان کی نگاہ کم رہتی ہے، جس کی وجہ سے وہ آیا ہوا موقع بھی گنوا دیتے ہیں۔ اس لیے ہم لوگ یعنی اداروں کے ذمہ دار، ائمہ مساجد، علمائے کرام، اساتذہ مدارس جو ملت کے رہنما اور پیشوا سمجھے جاتے ہیں، اور جن کے اوپر ملت کی قیادت کی ذمہ داری ہے کو ہی اس کی فکر کرنے کی ضرورت ہے اور اپنے نوجوانوں کو ہوشیار کرنے اور انہیں منبر ومحراب سے ان کی آنے والی زندگی کو بہتر کرنے کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔ ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے پریس کے لیے جاری ایک بیان میں کیا، مولانا نے بتایا کہ اس وقت بہار پبلک سروس کمیشن (BPSC) نے مختلف عہدوں پر بحالی کے لیے کل ۱۴۶۵/ویکنسیاں نکالی ہیں۔ جس کے لیے درخواستیں لینے کا سلسلہ ۳/اگست ۲۰۱۸ء سے شروع ہوگیا ہے، آن لائن فارم بھرنے کی آخری تاریخ ۲۰/اگست ۲۰۱۸ء، فیس ادا کرنے کی آخری تاریخ ۲۴/اگست ۲۰۱۸ء اور فارم مکمل کرنے کی آخری تاریخ ۳۱/اگست ۲۰۱۸ء ہے، امتحان کی تاریخ کا جلد ہی اعلان کیا جائے گا۔ فارم کی فیس جنرل اور او بی سی سے -/600 روپئے، ایس سی ایس ٹی سے -/150 روپئے اور خواتین سے -/150 روپئے ہے، دوسرے صوبے کے ہر کیٹگری کے امیدواروں سے -/600 روپئے ہے۔ عمر کی حد کم از کم بیس سال اور زیادہ سے زیادہ مردوں کے لیے ۳۷/سال اور خواتین کے لیے ۴۰/سال ہے۔ جن عہدوں پر بحالی ہوگی ان میں ڈی ایس پی، جیل گارڈ، کمرشیل ٹیکس آفیسر، جنرل رجسٹرار، جوائنٹ جنرل رجسٹرار، لوور ایکشن آفیسر، پلاننگ آفیسر، ضلع آڈٹ آفیسر، اسسٹنٹ رجسٹرار، ڈویزنل آفیسر، ڈسٹرکٹ مائنورٹی ویلفئر آفیسر، پروبیشن آفیسر، شوگر کین (گنا) آفیسر، اسسٹنٹ ڈائرکٹر، رورل ڈیولپمنٹ آفیسر، لیبر انفارس مینٹ آفیسر، ریونیو آفیسر، سپلائی انسپکٹر، ڈویزنل ویلفئر آفیسر، بلاک پنچایتی راج آفیسر، سٹی اگزیکیوٹو آفیسر وغیرہ اہم ہیں۔ مذکورہ بالا عہدوں پر بحالی کے لیے کسی بھی منظور شدہ یونیورسٹی سے گریجوئیشن ہونا ضروری ہے۔ خواہش مند امیدوار بی پی ایس سی کی ویب سائٹ bpsc.bih.nic.in پر لاگ ان کر کے فارم بھر سکتے ہیں۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ بہار اسٹیٹ حج کمیٹی نے ایسے امیدواروں کو جو فارم بھرنے کے بعد امتحان کی تیاری کرنا چاہتے ہیں ان کو امتحان کی تیاری کرانے کا انتظام کیا ہے، فزیکل ٹیسٹ کی تیاری بھی حج بھون کے اندر ہوگی۔ انہوں نے ائمہ وخطباء سے درخواست ہے کہ جمعہ کی نماز کے موقع پر یہ خط پڑھ کر لوگوں کو سنادیں اور نوجوانوں کو اس فارم کے بھرنے اور حج بھون میں ٹریننگ کا موقع حاصل کرنے کی طرف راغب کریں، اگر ہم لوگوں کی کوششوں سے کچھ نوجوانوں کو بھی نوکری حاصل ہوجاتی ہے، تو یہ ملت کے لیے ایک بڑا کام ہوگا اور ہمارے لیے صدقۂ جاریہ ہوگا۔

بی جے پی دفتر پر سوامی اگنیویش کی پر پھر سے حملہ

سماجی کارکن سوامی اگنیویش پر دہلی میں ایک مرتبہ پھر حملہ کردیا گیا۔ حملہ اس وقت ہوا جب وہ سابق وزیر اعظم آنجہانی اٹل بہاری واجپئی کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے بی جے پی کے صدر دفتر پر پہنچے تھے۔ بتایا جارہا ہے کہ بی جے پی کارکنان نے ان پر حملہ کیا ہے۔ واضح رہے کہ اس سے قبل جھارکھنڈ میں کچھ ہندوو ادیوں نے سوامی اگنیویش کی پٹائی کردی تھی۔ بی جے پی کے دفتر پر سوامی اگنیویش کی پٹائی کا ویڈیو بھی سوشل میڈیا پر وائرل ہورہا ہے۔ ویڈیو میں دیکھا جاسکتا ہے کہ بی جے پی کارکنان سوامی اگنیویش کو سڑک پر دوڑا رہے ہیں۔ اس حملہ کے بعد بی جے پی یوا مورچہ کے ۲۰/کارکنان کو گرفتار کی گیا ہے۔ (قومی آواز)

سائنس کے تئیں بیداری پیدا کرنے کے لیے اسرو لانچ کرے گا نیا ٹی وی چینل

ملک میں سائنس وٹیکنالوجی کے تئیں بیداری پیدا کرنے کے لیے اسرو جلد ہی نیا ٹی وی چینل لانچ کرنے والا ہے۔ جس میں خلاء اور سائنس پر مبنی پروگرام پیش کیے جائیں گے۔ انڈین اسپیس ریسرچ آرگنائزیشن (ISRO) کے چیرمین کے سیوان نے میڈیا کو بتایا کہ اگلے تین سے چار مہینوں کے اندر ٹی وی چینل لانچ کیا جائے گا تاکہ ملک کے دیہی علاقوں تک یہ بات پہونچائی جائے کہ کس طرح خلائی پروگرام سے عوام کو فائدہ ہوسکتا ہے ISRO. TV کے نام سے شروع ہونے والا یہ چینل سائنسی معلومات پر مبنی ہوگا۔ (این ڈی ٹی وی)

طب و سائنس

گوشت کے طبی فوائد

ڈاکٹر مظفر الاسلام عارف صدر شعبہ علاج بالتدبیر گورنمنٹ طبی کالج اسپتال پٹنہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کواشرف المخلوقات بنایا ہے،اپنی ساری مخلوقات میں افضل و برتر بنا کراس دنیا میں بھیجااور پوری کائنات کوان کے لیے مسخر کیا ،ہندوستان ایک کثیرلسانی وثقافتی ملک ہے،یہاں کی اکثریت Non Vegatarian کی ہے جبکہ Vegans کی آبادی صرف ۹؍فیصد ہے، گوشت خوری انسانی تاریخ کاایک ایسافطری عمل ہے،جس سے انکارفطری تقاضوں سے انکار کے مترادف ہے،انسان نے گوشت کوہمیشہ اپنے لیے غذا اورغذائیت سے بھرپور چیز تصور کیا ہے۔

انسانی جسم کا پوراجُثّہ گوشت اور ہڈی سے عبارت ہے،گوشت اورجلد کی افزائش میں قدرتی گوشت کابڑادخل ہے،عناصر اربعہ یعنی آگ (Fire)، پانی (Water)،ہوا(Air)اورمٹی (Soil) سے مرکب جسم کی تخلیق میں قوت اورتوانائی پہونچانے کے لیے اخلاط-یعنی خون (Blood)،سوادء (Baloue Bile)،صفراء (Yellow Bile)اوربلغم(Phlegam)- کی ضرورت پڑتی ہے،ان ہی چاروں معاونین پر پورے جسمانی اعضا کی تندرستی اور بیماری کادارومدار ہےاوران اخلاط اربعہ کی پیدائش کاانحصار بھی ان ہی گوشت پر ہے۔

زمانۂ قدیم میں انسان جنگلی پھلوں اور جانوروں کاشکار کرکےاس کا کچا گوشت کھاتے تھے،یعنی انسان شروع سے گوشت خورسوسائٹی میں پلا بڑھا ہے اورآج بھی قطب شمالی کے علاقہ میں اسکیمو(کچا گوشت خور) کی بڑی تعدادموجود ہے،جب آگ ایجاد ہوئی تو پکے گوشت کاذائقہ اسے لذیذ معلوم ہواتواس نے ان کی پرورش شروع کردی اوراس سے مختلف طرح کے فوائدحاصل کرنے لگے،اس طرح تہذیب وتمدن کی رفتار بڑھی،چنانچہ انسان اورجانوروں کاساتھ زمانۂ قدیم سے ہے،انسان جن نعمتوں کوشب وروزاستعمال کرتاہے اورجس پرانسانی زندگی کی بقامنحصر ہے،ان میں سب سے زیادہ اشیاء خوردونوش ہے اوراس میں گوشت اورمچھلی کوخاص اہمیت حاصل ہے،چنانچہ گوشت کوبہترین حلال غذااورمچھلی کولحم طری اور پرلطف گوشت فرمایا گیا ہے۔(سورۂ مائدہ:۱-سورۂ نحل:۵)اسی وجہ سے خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال گوشت کومرغوب غذافرمایااورخود بھی بڑی رغبت سے تناول فرمایاہے۔(بخاری:۱۲۸/۲)

مذہب اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں بھی گوشت خوری کے ثبوت ملتے ہیں،ہندوؤں کی مشہورچار مذہبی کتاب جوویدوں کے نام سے مشہور ہیں،ان چاروں ویدوں میں جانوروں کی قربانی اوراس کے احکام ،رسوم اورمنتربیان کئے گئے ہیں،چنانچہ شت پتھ برہمن یجروید ادھیائے: ۲۰/۸/۷ میں تحریر کیا ہے کہ گھوڑے، سانڈ، بیل، بانجھ گائے اور بھینس ہندودیوتاؤں کی نذر کی جاتی ہے۔منوسمرتی یہ ہندوقوانین کی بنیادی اورمسلمہ کتاب ہے،اس کے ڈھیر سارے ابواب میں جانوروں کے گوشت کھانے اورکھلانے کاتذکرہ موجود ہے۔اس کتاب کےادھیائے:۲۶۸/۳ میں تحریر ہے کہ کن جانوروں کی قربانی سے کتنی مدت تک ان کے آباءواجداد کی روح خوش رہے گی،اس کتاب میں تحریر ہے کہ کھانے کے لائق جانوروں کوکھانے سے کھانے والوں کو''دوش''(گناہ)نہیں ہوتا؛ کیوں کہ کھانے کے لائق جانوراورکھانے والے جاندار کوبرہماجی نے پیدا کیاہے۔(منوسمرتی ادھیائے:۳۰/۵)ویدہی نہیں بلکہ والمیکی رامائن سے بھی گوشت خوری ثابت ہے،چنانچہ رام چندر نے وہاں ایک ہرن مارکر مانس لےلیا کہ بھوک لگے گی تو بھوجن کریں گے اورآگے جاکرایک درخت کے نیچے بھوجن کیا۔(والمیکی رامائن،اجودھیا کانڈ:۵۲)

ویدک آریوں میں گوشت خوری کے حوالہ سے ڈاکٹرانجلی موہن راؤ کاایک مضمون نوہندٹائمس گوامورخہ ۳؍فروری ۲۰۰۸ء میں شائع ہوا،جس میں وہ رقم طراز ہیں کہ ویدوں میں 250؍جانوروں کاتذکرہ ہے،جس میں 50 جانوروں کوقربانی اورکھانے کے لائق سمجھے جاتے ہیں،اس زمانے میں جانوروں کے گوشت کی باضابطہ دوکانیں تھیں اوران کوخاص ناموں سے جانا جاتا تھا،مثلاً گائے بیل کے گوشت بیچنے والوں کوگوگوڑکا Gogotaka، بھیڑ کے گوشت بیچنے والوں کوآرابیکا Arabica،خنزیر کے گوشت بیچنے والوں شوکھاریکا Shukharika وغیرہ ناموں سے جانا جاتا تھا۔

بودھ اورجین مذاہب میں گوشت خوری کی ممانعت اقتصادی وجہ سے ہوئی،حالانکہ گوتم بدھ نے گوشت خوری کی اجازت دی تھی، بلکہ ان کے زمانے میں گائے خوری کاعام رواج تھا،بودھ مذہب کے مشہور مبلغ ومحقق''دھرمانندکوسمی'' مراٹھی زبان میں ایک کتاب لکھی ہے،جس کا ترجمہ پرکاش پنڈت نے کیااور یہ کتاب بھگوان بدھ ساہتیہ اکیڈمی نئی دہلی سے شائع ہوئی،اس میں انہوں نے تحریر کیا کہ گوتم بدھ نے اس کے خلاف آوازبلند ہی نہیں کیا، بلکہ وہ خودگوشت کھاتے تھے۔

کشورچندرجینی کے مطابق بائسویں تری تھنکرمنی ناتھ کی شادی کے موقع پرجانوروں اور پرندوں کا گوشت کھایا گیا تھااورساستروں کے مطابق دونوں جین تھے۔شری سوامی یو،آر،آننت انعام یافتہ گیان پیٹھ کابیان ہے کہ ویدک زمانہ میں برہمن بیف کھاتے تھے،الاسنگھاچاریہ کی مہابھارت میں اس سے متعلق کافی موادموجود ہے۔(دی ہندوروزنامہ ۳؍اکتوبر ۲۰۱۳ء)

عیسائیوں میں گوشت خوری سے متعلق کتاب شنا باب ۱۴،آیت ۲۱ میں بتایا گیا کہ جوجانورآپ ہی مرجائے تم اسے مت کھانا یعنی مردار کے گوشت حرام قرار دیا گیاہے،اسی طرح بائبل کی کتاب پیدائش ،باب :۹،آیت :۳/۲ میں کہا گیاہے کہ زمین کے کل جانداروں اورہواکے کل پرندوں پرتمہاری دہشت اورتمہارارعب ہوگااور یہ تمام کیڑے جن سے زمین بھری پڑی ہےاورسمندر کی کل مچھلیاں تمہارے ہاتھ میں کی گئی ہیں، ہر چلتا پھرتا جانورتمہارے کھانے کے لئے ہوگا، ہری سبزی کی طرح میں نے سب تم کودےدیاہے۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں ایک طرف گوشت میں بے پناہ غذائی مادیت رکھی ہے،وہیں اس کے اندرادویاتی اثرات بھی رکھاہے،یونانی طریقۂ علاج میں زمانۂ قدیم سے اطبانے ضعف ،لاغراورمحلل العضلات ،فالج اورلقوہ کے مریضوں میں چرندپرند کے گوشت کایخنی (Soup)استعمال کرنے کامعمول رہاہے۔قدیم آیورویدک چرک نے اپنی کتاب چرک سنہیتا:۸۶-۸۷ میں گوشت سے علاج کے متعلق لکھاہے کہ گائے کے گوشت کی یخنی(Soup)مختلف بیماریوں کاعلاج کرتاہے،مثلا:سل ودق اورلاغری کے لیےاسے خاص طور پرمفید بتلایا گیاہے، گائے کی چربی نقاہت اورگٹھیا کے لیے مفید بتایاہے،اسی طرح چرک سنہیتا میں چکتسا استھانن:۱۶۵/۸ میں لکھتے ہیں کہ مور،تتر،مرغ،اونٹ،گائے اور بھینس کاگوشت جسم کی نشوونما کے لیے مفید ہے۔

هفته رفته | هفته رفته | هفته رفته | هفته رفته | راشد العزیزی ندوی

ملک کی آزادی میں امارت شرعیہ کے اکابرین کاکردار فراموش نہیں کیاجاسکتاہے:محمد شبلی القاسمی

امارت شرعیہ پھلواری شریف کے احاطہ میں ۱۵؍اگست ۲۰۱۸ء کو یوم آزادی کی خصوصی تقریب میں پرچم کشائی کے بعد قائم مقام ناظم مولانا حکیم محمد شبلی القاسمی نے کہا کہ ہمارا ملک دوسوسال سال کی طویل جدوجہد کے بعد آزاد ہوا،اس آزادی میں علماءکرام نے بڑی قربانیاں دیں،خاص کر علماءصادق پوراور علمائے دیوبند کی قربانیوں کوفراموش نہیں کیا جا سکتا ہے۔انہوں نے کہا کہ تحریک آزادی میں اکابرین امارت شرعیہ نے شب وروز ایک کردیا، بانی امارت شرعیہ حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ نے جدوجہد آزادی کے لیےاپنی پوری زندگی لگادی،حضرت امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی صاحب نے سہارن پور کی جیل میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔انہوں نے کہا کہ اکابر علماء دیوبند نے سب سے پہلے اس جدوجہد میں پیش قدمی کی اور برطانوی مصنوعات وملبوسات تک کی مخالفت کی ،حکیم اجمل خان نے توایک بڑے مجمع میں مہاتما گاندھی کواپنے سرکی ٹوپی پہنادی، جواس وقت گاندھی ٹوپی کے نام سے مشہور ہے۔ہمارا فرض ہے کہ آزادئ وطن کی حفاظت کریں اورنفرت کا جواب محبت سے دیں، ملک کی سالمیت کی ہر تحریک کا حصہ بنیں،سماج میں انصاف اوراخوت کا ماحول بنانے میں نمایاں کردارادا کریں،مفکراسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم جوامارت شرعیہ کے امیر شریعت ہیں،اپنی پوری توانائی ملک کے استحکام پر صرف فرمارہے ہیں،ہمیں ان کے نقش قدم پرچل کرملک کوآگے لانے کی فکرکرنا چاہئے،اورآزادی کی تاریخ کامطالعہ کرنا چاہئے،ہم اس موقع سے ملک کے تمام باشندوں کومبارک باداورمجاہدین آزادی کوخراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

مولانا قاضی عبدالجلیل صاحب قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ نے کہا کہ ہمیں نفرت وعداوت کا جواب محبت وشفقت سے دینا ہے، جولوگ اس ملک میں نفرت کی آبیاری کررہے ہیں،ہم کوشریعت نے تعلیم دی ہے کہ ہم اس کا جواب محبت سے دیں،اورایمان اوراسلام پرپورے اعتماداوریقین کے ساتھ زندگی گذاریں،اسی میں ہماری کامیابی ہے۔نائب ناظم مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے کہا کہ ۱۸۵۷ء سے ۱۸۵۷ء تک کی تحریک آزادی میں صرف مسلمانوں نے قائدانہ رول ادا کیا،مگرافسوس یہ ہے کہ بہت سارےلوگ اسے غدر سے تعبیر کرکے تاریخ کے دھندلے پردوں میں ڈال دیتے ہیں، اور وہ بغاوت کی ناکامی کوغدر سے اور کامیابی کوانقلاب سے جوڑ کر دیکھتے ہیں، حالانکہ اس عرصہ میں مسلمانوں نے جوقربانیاں دیں وہ تاریخ کاایک روشن باب ہیں،اسے فراموش نہیں کیا جاسکتا۔انہوں نے کہا کہ آزادی کی سرحدیں متعین ہیں،اس لیے کسی کوکسی کے مذہب، کلچراورتہذیب کونشانہ بنانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے ،مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی صاحب صدرر مفتی امارت شرعیہ نے کہا کہ تحریک آزادی میں بہار کےلوگوں کا نمایاں حصہ رہاہے، بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ مونگیر کے میر قاسم نے یہاں آزادی کا بگل بجایا، پھرکارواں کی شکل میں ایک تحریک بن کر تیار ہوگئی۔مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نائب ناظم نے کہا کی تحریک آزادی میں امارت شرعیہ کے بزرگوں نے قائدانہ رول ادا کیا،اوراس سلسلہ میں ہندوستانی علماءکرام کی قربانیوں کوسنہرے حروف سے لکھا جانا چاہئے،انہوں نے کہا کہ یہ قربانیاں اتحادویکجہتی سے حاصل ہوئی ہیں،اوراس کوہرحال میں فروغ دینے کی ضرورت ہے،جناب ڈاکٹر نثار احمد صاحب نے کہا کہ بزرگوں کی قربانیاں ناقابل فراموش ہیں،نوجوان نسل کواس کا مطالعہ کرنا چاہئے،مولانا وصی احمد قاسمی صاحب نے تحریک آزادی کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہا کہ انگریزوں نے اس ملک کومسلمانوں سے لیا تھا، اس لیے مسلمانوں کواس کا سب سے زیادہ احساس تھا،چنانچہ ۱۸۰۳ء میں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب میں جہاد کافتویٰ جاری کیا،جس کے نتیجہ میں پورے ملک کے اندر مسلمانوں میں جوش وجذبہ ابھرآیااورمیدان عمل میں کود پڑے ،علماءکرام کی لاشوں کودہلی سے لےکرلاہورتک کے درختوں پرلٹکایا گیا،اس کوکبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا،مولانا نے کہا کہ افسوس یہ ہے کہ اس ملک کے کچھ سیاسی بازیگراس ملک کی گنگا جمنی تہذیب کوداغدار کرنا چاہتے ہیں،اس سے ہمیں ہوشیار بھی رہنا ہےاورنفرت کی جگہ محبت کی فضا کوعام کرنا ہے۔جناب سمیع الحق صاحب نائب انچارج بیت المال نے کہا کہ تحریک آزادی میں سبھوں کا حصہ رہاہے،جس سے قومی یکجہتی کا سبق ملتا ہےاورہمیں اس سبق کو یادرکھنا چاہئے، ایم ایم آرایم پارامیڈیکل کے استاذ جناب منہاج علی صاحب نے کہا کہ نوجوانوں کواپنے بڑوں اور بزرگوں کی تاریخ کامطالعہ کرنا چاہئے،نوجوان ہی قوم وملک کا مستقبل ہوا کرتے ہیں۔اس تقریب کا آغازعزیزم عبدجواد حاتم بن مولانا حکیم محمد شبلی القاسمی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا،اس سے قبل پرچم کشائی کی تقریب ادا کی گئی اور مولانا حکیم محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ نے پرچم کشائی کی ،اس کے بعدقومی ترانہ سارے جہاں سے اچھا مولانا محمد سہیل سجاد صاحب ،مولانا مفتی مجیب الرحمٰن قاسمی نے ترنم کے ساتھ پڑھا اورآخرمولانا عبدالجلیل قاسمی قاضی شریعت کی دعا پر مجلس اختتام کوپہونچی ۔اس تقریب میں امارت شرعیہ کے تمام کارکنان، اسپتال کا عملہ،ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ اور پارا میڈیکل کے اساتذہ وطلبہ کے علاوہ عمائدین اور معززین شہر کی ایک بڑی تعدادنے شرکت کی۔

ماہ ذی الحجہ کا چاند دیکھا گیا،عیدالاضحیٰ ۲۲؍اگست روز بدھ کو

حضرت مولانا عبدالجلیل قاسمی قاضی شریعت مرکزی دارالقضاءامارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ نے اعلان کیا ہے کہ ۱۲؍اگست روز اتوار کوپھلواری شریف میں مطلع ابرآلود ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہیں آیا لیکن گجرات کے بعض علاقوں ہانسوٹ، کرمالی، کھروڈ، پانولی میں چاند دیکھا گیا ہے۔جس کی تصدیق کرلی گئی ہے۔اس لیے مورخہ ۱۳؍اگست ۲۰۱۸ء روزسوموار کوذی الحجہ کی پہلی تاریخ قرار پائی۔اس اعتبار سے مورخہ ۲۲؍اگست ۲۰۱۸ء روز بدھ کوعیدالاضحیٰ کی نماز ادا کی جائے گی۔یہ اطلاع مولانا محمد انظار عالم قاسمی نائب قاضی شریعت مرکزی دارالقضاءامارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ نے دی ہے۔

قربانی ایک اسلامی شعار

امام الدین قاسمی مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

قربانی ایک اہم عبادت اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ محبوب عمل ہے اسی لئے پچھلی تمام امتوں میں اللہ تعالیٰ نے اس فریضہ کو عائد کیا تھا، ہرامت کے ذمہ قربانی تھی سب سے پہلے اللہ کے حضور قربانی کا نذرانہ پیش کرنے والے سیدنا آدمؑ کے دوصاحبزادے ہابیل اور قابیل ہیں جس کا تذکرہ سورہ مائدہ میں ہے ''جب دونوں نے ایک ایک قربانی پیش کی'' (سورہ مائدہ ۲۷)

علامہ ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ ہابیل نے ایک مینڈھے کی قربانی پیش کی اور قابیل نے کچھ غلہ اور اناج صدقہ کر کے قربانی پیش کی۔ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ''رسول اکرم ﷺ کے بعض اصحاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان قربانیوں کی کیا حقیقت اور کیا تاریخ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارے روحانی اور نسلی مورث حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے، ان صحابہ نے عرض کیا پھر یا رسول اللہ ہمارے ان قربانیوں میں کیا اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قربانی کے جانور کے ہر ہر بال کے عوض ایک نیکی، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اون کا بھی یہی حساب ہے (اس سوال کا مطلب تھا کہ بھیڑ، دنبہ، مینڈھا اور اونٹ جیسے جانور جن کے کھال پر گائے، بیل یا بکری کی طرح کے بال نہیں ہوتے، بلکہ اون ہوتا ہے، اور یقیناً ان میں سے ایک ایک جانور کی کھال پر لاکھوں یا کروڑوں بال ہوتے ہیں، تو کیا ان اون والے جانور کی قربانی کا ثواب بھی ہر بال کے عوض ایک نیکی کی شرح سے ملے گا؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اون یعنی اون والے جانور کی قربانی کا اجر بھی اسی حساب سے ملے گا کہ اس کے بھی ہر بال کے عوض ایک نیکی ملے گی'' (ابن ماجہ: رقم الحدیث ۳۲۴۷)

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین عبادات میں سے ہے، اور اس میں بے انتہا ثواب ہے، ذرا سوچئے تو اس سے بڑھ کر اور کیا ثواب ہوگا کہ ایک قربانی کرنے سے ہزاروں، لاکھوں نیکیاں مل جاتی ہیں بھیڑ کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں، اگر کوئی صبح سے شام تک گنے تب بھی نہیں گن پائے گا، اگر اللہ تعالیٰ نے امیر اور مالدار بنایا تو مناسب یہ ہے کہ جہاں اپنی طرف سے قربانی کریں اسی کے ساتھ اپنے رشتہ دار جیسے ماں، باپ وغیرہ ان کی طرف سے قربانی کریں تاکہ ان کی روح کو اتنا بڑا ثواب پہنچ جائے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اپنی طرف سے ضرور قربانی کریں کیوں کہ مالدار پر تو یہ واجب ہے۔

قربانی ہر مسلمان پر واجب ہے جو عاقل بالغ اور مقیم ہو اور اس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی ضروریات اصلیہ سے زائد ہو اور یہ مال خواہ سونا، چاندی یا اس کے زیورات ہوں یا مال تجارت ہو یا ضرورت سے زیادہ گھریلو سامان ہو، یا رہائش کے مکان سے زیادہ مکانات اور جائداد وغیرہ ہوں، قربانی کے لئے اس مال پر سال بھر کا گزرنا بھی شرط نہیں ہے، اور نہ اس کا تجارتی ہونا شرط ہے۔

اگر کوئی شخص قربانی کے تین دنوں میں سے آخری دن بھی کسی صورت سے مال کا مالک ہو جائے تو اس پر قربانی واجب ہے بچہ اور پاگل کی ملکیت میں اگر اتنا مال ہو تو بھی ان دونوں پر یا ان کی طرف سے ان کے ولی پر قربانی واجب نہیں ہے، قربانی صرف اپنی طرف سے واجب ہے اولاد کی طرف سے نہیں، شوہر کی قربانی بیوی کی طرف سے یا بیوی کی قربانی شوہر کی طرف سے کافی نہیں ہوگی ہر ایک کو علاحدہ علاحدہ قربانی کرنا ضروری ہے۔

قربانی واجب ہونے کے باوجود نہ کرنا بڑی سخت وعید کی چیز ہے۔ ایک حدیث پاک میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص وسعت کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے'' (ابن ماجہ رقم الحدیث ۳۲۴۲)

یعنی جب کہ پوری امت اسلامیہ شریعت کا ایک اہم شعار اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار منا رہی ہے ان میں ایک ایسا شخص جسے خدا تعالیٰ نے سب کچھ دیا ہے اور وہ آسانی سے اس اہم سنت میں حصہ لے سکتا ہے، اس کے باوجود بے پرواہی برت رہا ہے تو اس کا کیا منہ ہے کہ سب مسلمانوں کے ساتھ مل کر عید منائے۔

اسی لئے حضور ﷺ بڑے اہتمام کے ساتھ ہر سال قربانی کرتے تھے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''رسول ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا اور ہر سال قربانی کرتے رہے۔ (رقم الحدیث ۱۵۸۹)'' آپ کا عام معمول دو مینڈھوں کی قربانی کا تھا، حضرت انس فرماتے ہیں ''رسول ﷺ نے سیاہی سفیدی مائل رنگ کے سینگوں والے دو مینڈھوں کی قربانی کی اور دونوں کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اپنے ہاتھ سے ذبح کیا، بہتر یہ ہے کہ آدمی اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے کرے، یا کم سے کم سامنے کھڑا رہے (بخاری شریف رقم الحدیث ۵۵۵۸)

عیدالاضحیٰ کے دن سب سے پہلا عمل اللہ تعالیٰ نے نماز رکھا ہے، لہذا پہلے عید کی نماز پڑھی جائے پھر قربانی کی جائے جن لوگوں پر عید کی نماز واجب ہے اگر وہ نماز عید سے پہلے قربانی کریں گے تو قربانی ادا نہ ہوگی، آپ ﷺ نے فرمایا قربانی کے دن سب سے پہلے ہم نماز پڑھیں گے پھر قربانی کریں گے جس نے ایسا کیا وہ ہماری سنت کو پالیا، اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو اس نے اپنے گھر والوں کے لئے جلد گوشت تیار کیا یہ قربانی نہیں ہے۔ (بخاری شریف رقم الحدیث ۵۵۶۰) قربانی کے لئے جانور کی عمریں متعین ہیں بکرا ایک سال کا ہو اور گائے، بیل، بھینس، کٹڑا دو سال کی چونکہ اکثری حالات میں جانوروں کی صحیح عمر نہیں معلوم ہوتی ان کے دانتوں سے عمر معلوم کرنے کا اور اس پر عمل کرنے کا احتیاطاً حکم دیا گیا ہے، دانتوں کی علامت ایسی ہے کہ اس میں کم عمر کا جانور نہیں آسکتا ہے ہاں زیادہ عمر کا جانور آجائے تو ممکن ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے یہ بات واضح رہے کہ کوئی جانور دیکھنے میں کم عمر کا معلوم ہوتا ہو مگر یقین کے ساتھ معلوم ہو کہ اس کی عمر پوری ہے، تو اس کی قربانی درست ہے۔ (عالمگیری)

معذرت خواہ

نقیب کے ۱۳/اگست ۲۰۱۸ء کے شمارہ میں صفحہ ۱۲/ پر ''تین طلاق بل میں تین ترامیم.....'' کے عنوان میں کمپوزنگ کی غلطی سے ''کیبنٹ'' کی جگہ ''راجیہ سبھا'' شائع ہوگیا ہے، اس کے لیے کمپوزر اور ادارہ نقیب معذرت خواہ ہے۔ قارئین تصحیح فرمالیں (مینیجر نقیب)

اعلان تعطیل

عیدالاضحیٰ کی تعطیل کی وجہ سے نقیب کا دفتر ۲۷/اگست ۲۰۱۸ء کو بند رہے گا اس لئے نقیب کا اگلا شمارہ انشاء اللہ ۳/ستمبر کو منظر عام پر آئے گا۔ قارئین نقیب کو عیدالاضحیٰ مبارک ہو۔ (مینیجر نقیب)

اعلان مفقود الخبری

● مقدمہ نمبر ۵/۴۸ ۱۶۷/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء ڈھاکہ مشرقی چمپارن) سفینہ خاتون بنت مبارک شاہ مرحوم مقام پرسونی منجگاواں ڈاکخانہ جدو چپکی تھانہ بیرگنیاں ضلع سیتامڑھی۔ بنام۔ محمد ارشاد عالم ولد عبد الستار ساکن جھٹکاہی ڈاکخانہ جھٹکاہی تھانہ ڈھاکہ ضلع مشرقی چمپارن۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ ساکنہ مذکورہ بالا نے آپ کے خلاف عدالت دار القضاء آزاد نگر ڈھاکہ، مشرقی چمپارن (بہار) میں عرصہ تین ماہ سے غائب ولاپتہ ہونے نیز نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ پیشی ۱۴/محرم الحرام ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۴/ستمبر ۲۰۱۸ء روز سوموار خود مع گواہان مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں بوقت ۹/ بجے دن حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پر حاضر نہ ہونے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

● مقدمہ نمبر ۶۴/۱۶۹۱/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ ڈھاکہ، مشرقی چمپارن) رضوانہ خاتون بنت نور الہدیٰ عرف نور محمد، مقام شیخ ٹولہ ڈاکخانہ لوکہاں، تھانہ گھوڑاصحن، ضلع مشرقی چمپارن۔ مدعیہ۔ بنام۔ پرویز عالم ولد عبد الغفار، مقام جھٹکاہی، ڈاکخانہ جھٹکاہی، تھانہ ڈھاکہ، ضلع مشرقی چمپارن۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ ساکنہ مذکورہ بالا نے آپ کے خلاف عدالت دار القضاء آزاد نگر، ڈھاکہ مشرقی چمپارن میں عرصہ ۶/ ماہ سے غائب ولاپتہ ہونے کی بنیاد پر نکاح فسخ کیے جانے کا دعویٰ کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، آئندہ تاریخ پیشی ۱۴/ محرم الحرام ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۴/ستمبر ۲۰۱۸ء روز سوموار کو خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں بوقت ۹/ بجے دن حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح ہو کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہیں ہونے کی صورت میں مقدمہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

● مقدمہ نمبر ۱۰/۵/۷/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ بلال نگر چتر پور) شفقت سلیم بنت انور سلیم مقام بلال نگر، ڈاکخانہ چتر پور، تھانہ رجریا ضلع رام گڑھ۔ مدعیہ۔ بنام۔ شمیم احمد ولد نجم الرحمٰن مقام کٹھل محلّہ ڈاکخانہ چتر پور، تھانہ رجریا ضلع رام گڑھ۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ ساکنہ مذکورہ بالا نے آپ کے خلاف عدالت دار القضاء امارت شرعیہ بلال نگر، چتر پور میں عرصہ تقریباً ۶/ ماہ سے غائب ولاپتہ ہونے، نیز نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ پیشی ۱۴/محرم الحرام ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۴/ستمبر ۲۰۱۸ء روز سوموار کو خود مع گواہان مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں بوقت ۹/ بجے دن حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح ہو کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

● مقدمہ نمبر ۳۳/۷/۱۰۳/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ ارریہ) رخسانہ خاتون بنت محمد خلیل مقام وڈاکخانہ بنگواں تھانہ ارریہ ضلع ارریہ۔ مدعیہ۔ بنام۔ اصغر علی ولد کلیم الدین مرحوم مقام بکراہا ڈاکخانہ بکراہا تھانہ روتارہ ضلع کٹیہار۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ ساکنہ مذکورہ بالا نے آپ کے خلاف عدالت دار القضاء ارریہ میں عرصہ تین سال سے غائب ولاپتہ ہونے نیز نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ پیشی ۱۴/محرم الحرام ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۴/ستمبر ۲۰۱۸ء روز سوموار کو خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں بوقت ۹/ بجے دن حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پر حاضر نہ ہونے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

مسلم پرسنل لابورڈ کے زیراہتمام بھوپال میں دوروزہ کانفرنس اختتام پذیر

آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے زیراہتمام بھوپال مدھیہ پردیش میں ۱۱/۱۲/اگست کو دوروزہ کانفرنس کا انعقاد ہوا، دونوں روز کی کانفرنس کی صدارت بورڈ کے جنرل سکریٹری مفکراسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ نے فرمائی، پہلے دن کی کانفرنس کا موضوع اصلاح معاشرہ اوردوسرے دن کا موضوع شوسل میڈیا ڈیسک کی توسیع وتنظیم تھا، کانفرنس بے حد کامیاب اور موثر رہی، محترم جنرل سکریٹری بورڈ نے پہلے دن کی کانفرنس میں صدارتی تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ جن عظیم مقاصد کے تحت قائم ہوا، بورڈ کے ذمہ داران وارکان پوری احساس ذمہ داری کے ساتھ ہمیشہ ان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوششیں کرتے رہے ہیں اورآج بھی یہ کوشش تسلسل کے ساتھ جاری ہے، آپ نے اصلاح معاشرہ کی تحریک کو بورڈ کے کاموں کا ایک اہم حصہ اور تحفظ دین وشریعت کا موثر ذریعہ بتاتے ہوئے ہر سطح پر اس تحریک کو منظّم اور مضبوط بنانے کی ضرورت پر زور دیا، آپ نے بڑی تعداد میں موجود علماء اورائمہ کو خاص طور پر متوجہ کیا اور کہا کہ اللہ نے ہرایمان والے کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ بھلائی کو پھیلائے اور برائی کی روک تھام کرے، مگر علماء کرام پر یہ ذمہ داری مزید بڑھادی گئی، کیوں کہ انہیں وارثین نبی کا خطاب دیا گیا، اس وقت ملک کی جوصورت حال ہے اور شریعت کے خلاف جوسازشیں کی جارہی ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے تمام علماء وائمہ اس بات کے لئے کمربستہ ہوں کہ وہ اپنے اپنے طور پر اصلاح معاشرہ کی تحریک کو آگے بڑھائیں گے۔ اس موقع پر بورڈ کے اصلاح معاشرہ کمیٹی کے کنوینر حضرت مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب نے تحفظ شریعت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ شریعت کا تحفظ اسی وقت ہوسکتا ہے جب قوم تعلیمی، سماجی اوراخلاقی طور پر باشعور ہو، انہوں نے بورڈ کی اصلاح معاشرہ کمیٹی کے مشن کو آگے بڑھانے اوراس کے پروگرام کو صوبائی سطح سے کمشنری سطح تک منظّم کرنے کے طریقہ کار پر روشنی ڈالی، انہوں نے یہ بات بھی کہی کہ اصلاح معاشرہ کا کام پھیلانے اور بڑھانے کے لیے علمائے کرام اورائمہ عظام کی بھرپور توجہ کی ضرورت ہے۔ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے نامور شیخ طریقت اور کانفرنس کے کنوینر حافظ سراج الحسن مجددی صاحب نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ بورڈ نے اصلاح معاشرہ کے شعبے کو وسعت دینے کا فیصلہ کیا، اور یہاں سے بورڈ جو فیصلہ کرے گا اسے پورے ملک میں سنا جائے گا۔ دو روزہ پروگرام کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے بورڈ کی مجلس عاملہ کے ممبر جناب عارف مسعود صاحب نے اپنے استقبالیہ خطبہ میں کہا کہ مجھے بے حد خوشی ہے کہ بورڈ نے شعبہ اصلاح معاشرہ اورسوشل میڈیا ڈیسک کی میٹنگ کے لیے دوروزہ کانفرنس کے انعقاد کے لیے بھوپال کا انتخاب کیا، اس دوروزہ کانفرنس کے پہلے دن پورے مدھیہ پردیش سے ۲۰۰/علماء اور دانشوروں کو مدعو کیا گیا۔ جنھوں نے تحفظ شریعت کے سلسلے میں اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔ ۱۲/اگست اتوار کو آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کی جانب سے قائم کردہ ''سوشل میڈیا ڈیسک'' کی توسیع وتنظیم کے سلسلے میں یک روزہ ورکشاپ اندرا پریہ درشنی کالج وی آئی پی روڈ کھانو گاؤں بھوپال میں منعقد کیا گیا۔ پروگرام کے آغاز میں اس ورکشاپ کے منتظم جناب عارف مسعود صاحب نے استقبالیہ خطبہ پیش کرکے آئے ہوئے تمام مندوبین کا خیرمقدم کیا۔ انہوں نے بورڈ کی جانب سے اس اہم ورکشاپ کی میزبانی ملنے پر دلی مسرت کا اظہار کیا اوراسے اپنی اور اپنے رفقاء کی سعادت مندی قرار دیا، انہوں نے یہ بھی کہا کہ سوشل میڈیا کا کام اہم تو ہے ساتھ ہی نازک بھی اور اس سلسلے میں کام کرنے والے افراد کو بورڈ کے مزاج کا پورا خیال رکھنا چاہئے۔ اس موقع پر بورڈ کے سکریٹری اور سوشل میڈیا ڈیسک کے انچاج مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی نے اپنے تفصیلی خطاب میں سوشل میڈیا ڈیسک کی اب تک کی سرگرمیوں اور بورڈ کی خدمات پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ نے اس ملک میں شریعت اسلامیہ کے تحفظ کے سلسلے میں بے مثال جدوجہد کی اور جب کبھی مسلم پرسنل لا پر حملہ ہوا ہے، بورڈ کے قائدین نے تمام تر ضروری وسائل کے ساتھ منظّم انداز میں نہ صرف مسلم پرسنل لا کا دفاع کیا ہے بلکہ اسلامی قوانین کی برتری اوراس کی حقانیت کو ثابت بھی کیا ہے، اپ نے سوشل میڈیا ڈیسک کے ذریعے کی جانے والی خدمت کو وقت کی ضرورت قرار دیتے ہوئے سامعین پر زوردیا کہ وہ مزید افراد کو اس سے جوڑنے کی کوشش کریں تاکہ یہ کام زیادہ وسعت کے ساتھ انجام دیا جاسکے۔ اخیر میں صدر مجلس مفکراسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ نے صدارتی خطاب فرمایا، آپ نے کہا کہ ہم سب دین کے سپاہی ہیں اس لیے جب جیسی دینی ضرورت ملی خدمت سامنے آئے ہمیں اسے اخلاص، اہتمام، اور دیانت داری کے ساتھ انجام دینا چاہئے، آپ نے کہا کہ اس وقت پوری امت کو مذہبی، تہذیبی، فکری اور عملی ارتداد میں مبتلاء کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، جس کے نتیجے میں امت میں فکری انحراف پروان چڑھ رہا ہے، جس کا مقابلہ کرنا اور امت کو اس کے زہریلے اثرات سے بچانے کی بھرپور محنت کرنا ہم سب کی دینی ذمہ داری ہے۔ البتہ یہ یادرہے کہ یہ کام انتہائی نازک اور حساس ہے، جس کے لیے مکمل یکسوئی اور توجہ کی ضرورت ہے۔ حضرت مدظلہ نے سوشل میڈیا ڈیسک کے انچارج مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی اوران کے رفقاء کو مبارکباد بھی پیش کی اور یہ امید بھی ظاہر کی کہ آنے والے دنوں میں یہ کام بڑھے گا۔ واضح ہو کہ سوشل میڈیا کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اوراہمیت کے پیش نظر گذشتہ برس آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کی سوشل میڈیا ڈیسک قائم کی گئی تھی، جس کے ذریعے بورڈ کے پیغام کو عام کرنے کی کوشش برابر جاری ہے۔ بورڈ کے آفیشل اکاؤنٹس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

فیس بک پیج: www.facebook.com/PersonalLawBoardOfficial
ٹویٹر ہینڈل: www.twitter.com/AIMPLB_Official
یوٹیوب چینل: www.youtube.com/AllIndiaMuslimPersonalLawBoard
ٹیلیگرام چینل: www.telegram.me/ALLINDIAMUSLIMPERSONALLAWBOARD
واٹس ایپ: 8788657771۔

صبح ۱۰/بجے سے شروع ہونے والے اس ورکشاپ کا شام ۵/بجے صدر موصوف کی دعا پر اختتام ہوا۔ اس ورکشاپ کو کامیاب بنانے کے لیے جناب عارف مسعود صاحب اوران کے رفقاء نے محنت اور جدوجہد کی۔ *مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی* نے ان کا اوران کے رفقاء کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کیا اور بورڈ کے تئیں ان احباب کی کوششوں کی تحسین کی۔

عیدالاضحیٰ کے موقع پر برادران وطن کو شکایت کا موقع نہ دیں

ملک کی اہم مسلم تنظیموں اور مختلف مسالک کے ذمہ داروں کی اپیل

ملک کی اہم مسلم تنظیموں اورمختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام نے عیدالاضحیٰ کے موقع پر مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ اپنے کسی طرزِ عمل سے عام لوگوں خاص طور پر برادران وطن اور پڑوسیوں کو کوئی شکایت کا موقع نہ دیں، کشیدگی پیدا نہ ہونے دیں، نظم وضبط برقرار رکھیں اور قانون کی خلاف ورزی ہرگز نہ کریں۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے یہ بھی کہا کہ حالات ضرور مشکل ہیں لیکن اس سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اور استطاعت ہونے پر کسی بھی طرح کی لاپروائی نہ برتتے ہوئے قربانی ضرور دیں۔ ۱۳/اگست کو دہلی میں جن مسلم تنظیموں اور علمائے کرام نے اپنے دستخط سے یہ اپیل جاری کی ہے اس میں آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے صدر مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، جماعت اسلامی ہند کے امیر مولانا سید جلال الدین عمری، جمعیت علماء ہند کے جنرل سکریٹری مولانا سید محمود اسد مدنی، آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کے صدر نوید حامد، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ، مولانا علی اصغر امام مہدی سلفی ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث، مولانا خالد رشید فرنگی محلی، مولانا یاسین اختر مصباحی بانی وصدر دارالقلم، نئی دہلی اور شیعہ عالم دین مولانا کلب جواد نقوی سینئر رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے نام شامل ہیں۔ مذکورہ حضرات نے عیدالاضحیٰ سے متعلق میٹنگ کے بعد سات نکاتی اپیل جاری کی جس میں کہا گیا ہے کہ عید سے چند روز قبل بستی کے سنجیدہ افراد کی ایک کمیٹی قائم کردیں جو حالات پر نگاہ رکھے، دشواریوں پر قابو پائے اوراپنی نگرانی میں قربانی کرانے کا اہتمام کرے۔ یہ کمیٹی مقامی حکام سے بھی ربط رکھے اورامن وقانون بحال رکھنے کے لیے اُن کو توجہ دلائے۔ ساتھ ہی مسلمانوں کو مشورہ دیا گیا ہے کہ افواہیں نہ پھیلنے دیں۔ کوئی تشویشناک خبر ملنے پر مذکورہ کمیٹی کے علم میں لائیں اور تحقیق کے بعد ضروری کارروائی کریں۔ ائمہ مساجد قربانی کی ترغیب دیں اوراس کے مسائل بتائیں۔ مسلم تنظیموں اور علماء نے مسلمانوں سے یہ اپیل بھی کی ہے کہ راستوں اور گزرگاہوں پر قربانی نہ کریں بلکہ وسیع احاطوں میں قربانی کا اہتمام کریں۔ خون اور زائد اجزا کو دفن ضرور کردیں۔ صفائی کا خاص خیال رکھا جائے۔ کوشش کی جائے کہ بستیوں، شہروں اور قصبوں میں اجتماعی طور پر قربانی کا نظم کیا جاسکے یعنی ایسی جگہیں فراہم کرلی جائیں جہاں لوگ آکر قربانی کرسکیں۔ موجودہ حالات کے پیش نظر علمائے کرام کے ذریعہ جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ بعض حالات کی بنا پر اس مرتبہ، قربانی کے لیے جانور حاصل کرنے اور قربانی کرنے میں دشواریاں پیش آسکتی ہیں۔ ان دشواریوں کے باوجود، جولوگ استطاعت رکھتے ہوں، اُن کو قربانی ضرور کرنی چاہیے۔ محض مشکل حالات سے پریشان ہوکر لاپروائی نہ برتی جائے کیوں کہ قربانی کوئی رسم نہیں ہے بلکہ اللہ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ اس کا بدل کوئی دوسرا نیک کام نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا شریعت اور دین کے تقاضوں پر عمل کیا جائے۔

حضرت مولانا سالم قاسمیؒ کی ملی خدمات امت کے لئے صدقہ جاریہ

دارالعلوم وقف دیوبند میں منعقد خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب کی حیات وخدمات پر دوروزہ بین الاقوامی سیمینار بحسن وخوبی کامیابی کے ساتھ اختتام کو پہنچا، ۱۲/اگست اتوار کو بعد نماز مغرب پہلی نشست برائے مقالہ کا انعقاد کیا گیا، جس میں تقریباً ۴۲ مقالات پڑھے گئے، پہلی نشست کی صدارت حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب جنرل اسلامک فقہ اکیڈمی نے فرمائی انھوں نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت علیہ الرحمہ کی آفاقی علمی شخصیت کسی ایک طبقہ یا کسی خاص خطہ کو محدود نہ تھی بلکہ انھوں نے اپنی تبحر علمی اور وسعت فکری اوراپنے منفرد طرز خطاب سے ہر طقہ کو مستفید کیا ہے آپ سے مستفیدین ومنتسبین آپ کے لئے عظیم صدقہ جاریہ ہے انھوں نے کہا دارالعلوم وقف دیوبند کے شعبہ بحث وتحقیق حجۃ الاسلام اکیڈمی کے ذریعہ تراث سلف کے احیاء کے لئے سیمینار کا اقدام تاریخی اقدام ہے، حجۃ الاسلام اکیڈمی اس سیمینار کے انعقاد کے لئے خاص طور پر قابل مبارکباد ہیں امید ہے کہ تراث سلف صالحین اور تذکار اکابر کا یہ تسلسل آئندہ بھی جاری رہے گا۔ ۱۳/اگست صبح ۸/بجے سیمینار کی دوسری نشست کا باضابطہ آغاز کیا گیا جس میں تقریباً ۳۲ مقالے پڑھے گئے جس کی نظامت کے فرائض مولانا عمر عابدین حیدرآبادنے فرمائی جب کہ صدارت دارالعلوم وقف دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت مولانا سید احمد خضر شاہ مسعودی نے فرمائی انھوں نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ حضرت علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات کے تقریباً تمام گوشوں کے احاطے کے لئے وقیع اور جامع مقالے پڑھے گئے ہیں اس سے حضرت کی شخصی افاقیت اوران کا امتیاز تفوق نمایاں ہوتا ہے انھوں نے ستر سال تک امت کی قیادت وسیادت اور دعوت وتبلیغ کا جس انداز میں فریضہ انجام دیا ہے، وہ ایک مثالی نمونہ ہے، قیام دارالعلوم وقف دیوبند کے وقت انھوں نے جس صبر وتحمل اور جہد مسلسل کا ثبوت پیش کیا اور جس اخلاص وللّٰہیت کا مظہر بنے آج اسی کا نتیجہ دارالعلوم وقف دیوبند ہے گویا دارالعلوم وقف دیوبند کا دوسرا نام مولانا سالم قاسمی ہے، اس نشست میں مرکزی جمعیۃ اہل حدیث کے جنرل سیکریٹری مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی بھی بطور خاص شریک ہوئے انھوں نے اپنے تاثراتی خطاب میں فرمایا کہ خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب علیہ الرحمہ کی شخصیت موجودہ دور میں منجانب اللہ ایک نعمت عظمیٰ تھی، جنہوں نے آج کے اس سخت ترین دور میں بھی اپنی نرم مزاجی خوش اخلاقی حسن معاملگی طبعی طینت اوراتحاد واتفاق کے عملی پیغام کی بنیاد پر امت کو ایک رسی میں پرونے کا کام کیا ہے، ہر میدان میں اور ہر اسٹیج سے انھوں نے بلاتفریق اتحاد ملت کی دعوت دی ہے، جس کی بناء پر وہ تمام مسالک ومکاتب فکر کی مسلمہ شخصیت قرار پائے مولانا احمد خضر شاہ کے صدارتی خطاب پر اس دوسری نشست کا اختتام ہوا، گذشتہ کل ہی ساڑھے گیارہ بجے سے مقالے کی تیسری نشست اور سیمینار کی اختتامی نشست کا آغاز ہوا، جس میں مختلف اہم عناوین پر تقریباً ۵۲ مقالے پڑھے گئے، دارالعلوم وقف دیوبند کے مہتمم مولانا محمد سفیان قاسمی مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند نے آخری نشست میں صدارتی خطاب میں فرمایا۔ اورسیمینار کے شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

Volume:56/66,Issue:33 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی
(علامہ اقبال)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
THE NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

اسرائیلی ریاست کو تسلیم کرانے کے لئے کالا قانون

صابر ابومریم

حالیہ دنوں انبیاء علیہم السلام کی سرزمین فلسطین پر قابض غاصب صیہونی دشمن اسرائیل نے ایک ایسا قانون منظور کیا ہے، جس کا خلاصہ نسل پرستی پر مبنی ہے؛ یعنی ایک طرف غاصب صیہونیوں نے مقبوضہ فلسطین پر ناجائز تسلط قائم کیا ہے اور اب اس قانون کی رو سے چاہتے ہیں کہ خطے اور سرزمین کی مکمل شناخت کو تہس نہس کر ڈالیں اور اس کام کے لئے صیہونوں نے نسل پرستی کے ہتھیار کو ہمیشہ کی طرح اس مرتبہ بھی اپنا ہتھیار بنایا ہے۔ چند ماہ قبل غاصب صیہونیوں نے امریکی صدر کی مدد سے کوشش کی تھی کہ فلسطین کے ابدی دارالحکومت "بیت المقدس/یروشلم" کو جعلی ریاست اسرائیل کا دارالحکومت قرار دے کر فلسطین کی شناخت اور جغرافیہ کو تبدیل کر دیں؛ لیکن دنیا نے اس ظالمانہ اور جارحانہ فیصلہ کو مسترد کر دیا۔ واضح رہے کہ اسی طرح کا ایک ظالمانہ فیصلہ ایک سو سال قبل برطانوی استعمار کی حکومت اور اس کے ایک اعلیٰ عہدیدار جیمز بالفور کی جانب سے پیش کیا گیا تھا، جس کے نتیجہ میں فلسطین کو تقسیم کر کے یہاں پر صیہونیوں کا غاصبانہ تسلط قائم کیا گیا تھا اور برطانوی استعمار کی سرپرستی میں ایک جعلی ریاست بعنوان "اسرائیل" قائم کی گئی تھی۔

اسرائیل ایک ایسی جعلی اور غاصب ریاست کا نام ہے کہ جو ستر سال سے فلسطینیوں کے قتل عام اور لاشوں پر قائم ہے اور مسلسل ظلم و بربریت سے فلسطینیوں کو ان کے حقوق سے دستبردار کرنے کی ناکام کوششوں میں مصروف عمل ہے اور اب مسلسل ناکامیوں کے بعد اسرائیل اپنے غیر آئینی اور ناجائز وجود کو حقیقت اور جائز وجود قرار دینے کی سرتوڑ کوششوں میں مصروف عمل ہے، جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ القدس شہر کی شناخت کو بدلنے کی کوشش کی گئی؛ لیکن فلسطینیوں سمیت دنیا بھر کے عوام اور حکومتوں نے اسے مسترد کر دیا۔ غاصب صیہونی ریاست اسرائیل نے اپنے وجود کو جائز قرار دینے یا حقیقت منوانے کے لئے ہمیشہ ہی سے نسل پرستانہ قوانین کا سہارا لیا ہے، جبکہ حالیہ دنوں جعلی ریاست اسرائیل کی جانب سے منظور کیا جانے والا نام نہاد یہودی قومیت کا قانون بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جسے نہ صرف فلسطین کے عوام؛ بلکہ خود یہودی اقوام جو صیہونی نہیں ہیں اور دنیا کے دیگر اقوام و حکومتوں کی جانب سے شدید تنقید اور مخالفت کا سامنا ہے۔

واضح رہے کہ امریکہ سمیت فلسطین اور عرب دنیا میں دسیوں ہزار یہودیوں کی تعداد موجود ہے کہ جو اسرائیل کی ریاست کو فلسطین پر غاصبانہ تسلط اور ناجائز و جعلی ریاست قرار دیتے ہیں، جبکہ فلسطین کو تسلیم کرتے ہوئے فلسطین کی آزادی کے حق میں جدوجہد بھی کر رہے ہیں۔ ان یہودیوں کی سب سے بڑی تنظیم اور اس کا مرکز امریکہ میں قائم ہے۔ غاصب اور جعلی ریاست اسرائیل کی جانب سے حالیہ دنوں میں منظور کئے جانے والے قانون میں اسرائیل کی جعلی ریاست کو یہودیوں کا قومی وطن قرار دیا گیا ہے اور فلسطین پر ناجائز اور غاصبانہ تسلط کو درست اور حق قرار دیا گیا ہے۔ اسرائیلی ریاست کی بیشتر سیاسی جماعتوں نے اسرائیل کو یہودیوں کا قومی ملک قرار دینے کے نسل پرستانہ قانون کی منظوری دی ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ صیہونی ریاست کا یہ نام نہاد قانون دراصل ارض فلسطین میں فلسطینی قوم کے وجود کو ختم کرنے کا سنگ اول ہے۔ اس قانون کی منظوری کے بعد پورے فلسطین میں 'ٹرانسفر' نامی اس خطرناک فارمولے پر عمل درآمد کی راہ ہموار ہوگئی ہے، جس کا مقصد فلسطینی قوم کو ارض فلسطین سے نکال باہر کرنا اور پوری دنیا سے یہودیوں کو چن چن کر فلسطین میں آباد کرنا ہے۔

گذشتہ دنوں جعلی ریاست اسرائیل کی پارلیمنٹ (کنیسٹ) میں ابتدائی رائے شماری کے تحت منظور ہونے والے بل کی یہودیوں کا قومی ملک قرار دینے کا سب سے زہر[illegible] داخلی سلامتی کے خفیہ ادارے 'شاباک' کے سابق چیف آوی دیختر نے گذشتہ برس لگایا اور اس کے بعد آہستہ آہستہ اس نام نہاد قانون پر بحث شروع ہوگئی۔ غاصب صیہونی ریاست اسرائیل کو یہودیوں کا قومی وطن قرار دینے اور پوری دنیا کی ملت یہود کو فلسطین میں آباد کرنے کے قانون کے اہم نکات کچھ اس طرح ہیں، اس قانون کی رو سے بنیادی اصول میں ارض اسرائیل ملت یہود کا تاریخی وطن ہے اور اس پر انہیں اپنی مملکت قائم کرنے کا ابدی اور ازلی حق ہے۔

نسل پرستی کی بنیاد: اسی طرح اسرائیلی ریاست یہودیوں کا قومی وطن ہے اور اس میں یہودیوں کو اپنے فطری، ثقافتی، مذہبی اور تاریخی حقوق کو استعمال کرنے اور حق خود ارادیت کے مطابق زندہ رہنے کا حق ہے۔ اسرائیلی مملکت یہودیوں کا اصل حق خود ارادیت ہے اور اس کا حصول تمام یہودیوں کی اجتماعی ذمہ داری ہے، اس غاصب اور جعلی ریاست کا نام 'مملکت اسرائیل' رکھا گیا ہے، جعلی ریاست کے پرچم کے لئے سفید رنگ اور نیلے رنگ کی دو لائنوں کے ساتھ وسط میں ستارہ داؤدی منتخب کیا گیا ہے، مینورہ (Menorah) 160 اسرائیل کا سرکاری نشان اور یہودیوں کی مقدس مذہبی علامت ہے۔ یہ 160 سات شاخوں والا ایک شمعدان ہے۔ یہ سات شاخوں والی جھاڑی مینورہ سے ماخوذ ہے۔ جعلی ریاست کا قومی ترانہ 'ھتکفا' کہلاتا ہے۔ جعلی ریاست کے دارالحکومت کے لئے متحدہ مقبوضہ بیت المقدس قرار دیا گیا ہے۔ یہاں کی قومی و سرکاری زبان عبرانی قرار پائی ہے۔ عربی زبان کو اسرائیل میں خصوصی اسٹیٹس حاصل ہوگا، جب کی سرکاری دفاتر میں صرف عبرانی زبان استعمال کی جائے گی۔ اس نسل پرستانہ قانون کے تحت دنیا بھر میں موجود صیہونی ہم فکر نظریہ کے یہودیوں کو اسرائیل میں آباد ہونے کی کھلم کھلا دعوت دی گئی ہے، صیہونی غاصب اور جعلی ریاست کے اس نسل پرستانہ قانون میں دنیا میں موجود دیگر صیہونی باشندوں کی سلامتی کو یقینی بنانے پر زور دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ یہودی خواہ وہ کسی بھی ملک میں ہو، اس کی مشکلات کو دور کرنے کے لئے مدد کی جائے گی۔ اسی طرح دنیا بھر میں موجود صیہونی نظریہ کے ہم فکر یہودیوں کے ساتھ تعلقات استوار کئے جائیں گے۔

اسرائیلی ریاست یہودیوں کے ثقافتی ورثے، تاریخ، مذہب اور تہذیب و اقدار کی محافظ ہوگی۔ صیہونیوں کے اس نسل پرستانہ قانون میں سرزمین فلسطین پر دنیا بھر سے لاکر صیہونیوں کو آباد کرنے کے عمل کی قدردانی کی گئی ہے اور حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ اسی طرح کیلنڈر عبرانی، اور فلسطین پر صیہونیوں کے غاصبانہ تسلط کے دن کو صیہونیوں کا یوم آزادی قرار دیا گیا ہے، واضح رہے کہ اس دن آٹھ لاکھ سے زائد مظلوم فلسطینیوں کو صیہونی دہشت گرد تنظیموں نے فلسطین سے جبری جلاوطنی پر مجبور کیا تھا، جبکہ سیکڑوں بے گناہوں کا بڑے پیمانے پر قتل عام کیا تھا۔ صیہونی کالے قانون میں فلسطین پر غاصبانہ تسلط قائم کرتے وقت ہلاک ہونے والے یہودی فوجیوں کے دن کو المیہ اور بہادری کے ایام قرار دیا گیا۔

اس نسل پرستانہ قانون کے تحت مقبوضہ فلسطین میں ہفتہ کو تعطیل قرار دیا گیا ہے، جبکہ اس قانون کو تبدیل کرنے کے لیے اسرائیلی کنیسٹ کی مطلق اکثریت کی حمایت درکار ہوگی۔

روس قطب شمالی میں تیزی سے اپنی فوجی قوت میں اضافہ کر رہا ہے

برطانوی تھنک ٹینک کی ایک تازہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ قطب شمالی میں روس کی فوجی سرگرمیوں میں ۲۰۱۴ء سے بہت تیزی آئی ہے اور اس نے مستقل فوجی چھاؤنی بھی قائم کر لی ہے۔ برطانوی تھنک ٹینک داہینری جیکسن سوسائٹی کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ قطب شمالی میں روس نے فوجی تربیت اور مشقوں میں اضافہ کیا ہے، نئی بریگیڈز بنائی ہیں اور قدرتی وسائل کا استحصال کر رہا ہے۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ ماسکو نے نئے برف توڑ بحری جہاز بنا رہا ہے، سوویت دور کے فوجی اڈے دوبارہ کھول دیے گئے ہیں اور قطب شمالی میں میزائل وارننگ نظام بھی نصب کر دیا ہے۔ تھنک ٹینک کی رپورٹ کے مطابق روس ایروڈرومز کو بھی بحال کر رہا ہے اور "آرکٹک ٹریفوئل" میں بہت بڑے فوجی اڈے کی تعمیر پر کام شروع کر دیا ہے۔ رپورٹ میں تجویز دی گئی ہے کہ نیٹو کو فوری طور پر قطب شمالی کے حوالے سے حکمت عملی بنانی ہوگی اور سکیورٹی چیلنجز کا سامنا کرنے کے لیے مشترکہ حکمت عملی پر کام کرنا ہوگا۔ روس کی جانب سے یہ اقدامات ایسے وقت کیے جا رہے ہیں جب روس اور مغرب کے درمیان ۲۰۱۵ء میں کریمیا پر روس کے کنٹرول کے بعد کشیدگی جاری ہے۔ روس نے اپنی تمام سرحدوں پر فوجیوں کی تعداد بڑھا دی ہے جس کے باعث نیٹو کو بھی ہزاروں فوجی مشرقی یورپی اتحادیوں کی حفاظت کے لیے تعینات کر رہا ہے۔ ان ممالک میں ایوٹونیا، لیٹویا، لتھووینیا اور پولینڈ شامل ہیں۔ تھنک ٹینک کی رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ موسمی تبدیلی کے باعث قطب شمالی کی اہمیت میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ برف پگھلنے سے ممالک کے لیے آسان ہو گیا ہے کہ وہ قدرتی وسائل کا استحصال کریں۔ دوسری جانب روسی وزارت دفاع نے کہا ہے کہ قطب شمالی میں قائم فوجی اڈے پر دو ٹی یو ۱۶۰/ بمبار طیارے پہنچ گئے ہیں اور ان کے پہنچنے سے شوکا کا میں واقع ایئر فیلڈ پر تعیناتی مکمل ہوگئی ہے۔ وزارت دفاع کے بیان میں کہا گیا ہے کہ دو سٹریٹیجک بمبار طیارے پہلی بار انیدر ایروڈروم پر لینڈ کیے ہیں اور وہ طویل فاصلے کی فلائٹ کی مشق میں حصہ لیں گے۔ دو ٹی یو ۱۶۰/ بمبار طیاروں نے بغیر رکے اپنے بیس سے انیدر ایروڈروم کا سفر کیا جس میں انھوں نے سات ہزار کلومیٹر کا سفر طے کیا۔ روس کے صدر ولادی میر پوتن کی جانب سے ایک سرکاری ویب سائٹ پر جاری کردہ حکم نامے کے مطابق روسی مسلح افواج کی تعداد بڑھا کر ۱۹/ لاکھ کر دی جائے گی۔ جاری کردہ دستاویز کے مطابق یکم جولائی ۲۰۱۷ء سے روسی مسلح افواج کی تعداد ۱۹/ لاکھ تین ہزار ۵۱ ہو جائے گی جس میں دس لاکھ تیرہ ہزار چھ سو اٹھائیس حاضر سروس فوجی شامل ہوں گے۔ مجموعی طور پر مسلح افواج کی تعداد میں ۱۹/ ہزار کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس حکم نامے پر ۲۸/ مارچ ۲۰۱۸ء کو دستخط کیے گئے اور اسی دن سے یہ نافذ العمل ہے۔ قبل ازیں روس کے خبر رساں ادارے ریگنم کے مطابق روسی مسلح افراد میں اضافہ آٹھ جولائی ۲۰۱۶ء کو ریاست کے سربراہ کے حکم پر کیا گیا تھا اور ان کی تعداد ۱۸/ لاکھ ۸۵/ ہزار تین سو اے/ تھی۔ اگر ان اعداد و شمار پر یقین کر لیا جائے تو روس فوج دنیا کی پانچویں بڑی فوج بنتی ہے۔ فوجیوں کی تعداد کے لحاظ سے چین پہلے نمبر پر ہے جس کے ۲۰/ لاکھ سے زائد فوجی ہیں اور اس کے بعد امریکہ، انڈیا اور شمالی کوریا کا نمبر ہے۔